وَسَارِعُوٓا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ

"اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑو، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے" (القرآن)

جنّت کی کنجیاں

جنّت واجب کر دینے والے اعمال



جمع و ترتیب:
شیخ عبدالہادی بن حسن وہبی حفظہ اللہ

ترجمہ و فوائد و تخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تحقیق و تعلیق:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز
FIQH-UL-HADITH PUBLICATIONS

وَسَارِعُوْا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ

"اور اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑو، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے" (آل عمران)

جنت کی کنجیاں

جنت واجب کر دینے والے اعمال



جمع و ترتیب:

شیخ عبدالہادی بن حسن وہبی حفظہ اللہ

ترجمہ و فوائد و تخریج:

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تحقیق و تعلیق:

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ناشر

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

لاہور (پاکستان)

ڈسٹری بیوٹر

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور (پاکستان)

فون: 042-7321865, 0333-4229127

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

دنیا بالآخر فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہی ابدی اور باقی رہنے والی ہے کہ جہاں موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ آج کے بعد موت نہیں۔ جو جنت میں جا چکے ہیں وہ ابدالآباد تک اس میں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اور جو جہنم میں پھینک دیئے گئے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں عذابوں سے دوچار اور مبتلائے الم وغم رہیں گے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا لائحہ عمل اپنایا جائے جس کی بدولت انسان کے لیے جہنم سے چھٹکارہ اور جنت میں داخلہ یقینی ہو سکے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جنت کی راہ کو کتاب وسنت کی سچی تعلیمات اور صحیح احادیث کے چشمہ صافی سے حاصل کیا جائے' تاکہ جنت میں داخلے کے لیے کیا جانے والا ہر عمل خالصتاً وہی ہو جو انسان کی اِس منزل کو اس کے قریب سے قریب تر کرتا چلا جائے۔

زیر نظر کتاب "جنت واجب کرنے والے اعمال" میں مرتب نے یہی سعی جمیل کی ہے کہ صحیح احادیث کی روشنی میں ان اعمال صالحہ کا حسین انتخاب

پیش کیا ہے جن کا التزام ہر مسلمان کے لیے جنت میں داخلہ یقینی بنا سکتا ہے۔

راقم الحروف کو اللہ تعالیٰ نے اس عمدہ کاوش کو اُردو قالب میں ڈھالنے، اس کی تخریج اور مختصر فوائد قلم بند کرنے کی توفیق سے نوازا ہے۔ اس میں ہر حدیث کو معیاری نمبرنگ کے ساتھ باحوالہ نقل کیا گیا ہے اور ہر حوالہ علامہ ناصر الدین البانی ؒ کی تحقیق سے مزین کیا گیا ہے۔

یہ کتاب متلاشیانِ جنت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے اس کا ہر مسلمان گھرانے میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ جنت اور احوالِ جنت سے متعلقہ مزید تفصیل ہماری تفہیم کتاب وسنت سیریز کی ۱۸ نمبر کتاب ''آخرت کی کتاب'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ کاوش کو قبولیت سے نوازے اور اسے عامۃ المسلمین کے لیے دنیا میں ذریعۂ ہدایت اور آخرت میں باعثِ نجات بنائے۔ (آمین)

حافظ عمران ایوب لاہوری

ای میل: hfzimranayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

فہرست

جنت واجب کرنے والے اعمال

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت

-1 حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ ، أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ))

''جو مجھے اُس چیز کی ضمانت دے جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان (یعنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان (یعنی شرمگاہ) ہے' میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

[بخاری (٦٤٧٤) کتاب الرقاق : باب حفظ اللسان]

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے سے جنت میں داخلہ یقینی ہو جاتا ہے۔ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ انہیں صرف اسی طرح استعمال کیا جائے جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے۔ زبان کو جھوٹ' غیبت' بہتان' چغل خوری' گالی گلوچ' دھوکہ فریب' جھوٹی قسموں' بے ادبی' برے اخلاق اور دیگر ناجائز اُمور سے بچایا جائے اور اس سے صرف وہی بات کی جائے جس میں خیر ہو۔ کیونکہ انسان جو الفاظ بھی زبان سے نکالتا ہے فوراً اللہ کی طرف سے مقرر فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ((مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ)) [قٓ : ١٨] ''(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان (فرشتہ اس کی بات لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے۔'' اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ زبان سے صرف اچھی بات ہی نکلے۔ مزید اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی پیش نظر رہے کہ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ''جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔'' [ابو داود (٥١٥٤) کتاب الأدب : باب فی حق الجوار ' صحیح الجامع الصغير (٦٥٠١)]

اسی طرح شرمگاہ کو بدکاری' فعل قومِ لوط' لونڈے بازی' مشت زنی اور دیگر حرام کاموں سے محفوظ رکھا جائے اور صرف حلال جگہ پر ہی استعمال کیا جائے۔ شرمگاہ کی حفاظت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحبِ استطاعت کو جلد از جلد نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ''اے

نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کی طاقت ہو اسے نکاح کرنا چاہیے کیونکہ نکاح نظر کو جھکانے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے۔" [بخاری (۵۰۶۵) کتاب النکاح : باب قول النبی: من استطاع الباءة فلیتزوج' مسلم (۱۴۰۰)]

یقیناً جن لوگوں نے شرمگاہ کی حفاظت نہ کی اور وہ اخلاقی گراوٹ اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوئے' وہ آخرت میں ہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی برباد ہوئے' ان کی زندگیاں آتشک' سوزاک اور ایڈز جیسی مہلک امراض نے تباہ کر دیں' ان کی عیاشی نے ان کے خاندانی نظام برباد کر دیئے' شرح طلاق میں ناقابل یقین حد تک اضافہ ہو گیا' بچوں کی تربیت مفقود ہو گئی وغیرہ وغیرہ۔ مزید ازدواجی زندگی سے متعلق تفصیلی مباحث پڑھنے کے لیے راقم الحروف کی دوسری کتاب "نکاح کی کتاب" ملاحظہ فرمائیے۔

فضول گفتگو سے اجتناب

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) "جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا۔" [**صحیح**: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۶۰) کتاب صفة القیامة]

3- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسے شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اپنی زبان کا مالک ہے (یعنی اسے غلط استعمال سے روکنے کی قدرت رکھتا ہے)' جس کا گھر اسے کافی ہے اور جو اپنے گناہوں (کی شامت سے گھبرا کر) رو پڑا۔"

[**حسن**: صحیح الجامع الصغیر (۳۹۲۹) رواہ الطبرانی فی الصغیر]

4- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! نجات کیا چیز ہے (یعنی نجات کا سبب کیا ہے)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ))

"(ہر خلافِ شرع بات کرنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کر' تیرا گھر تجھے کافی ہو (یعنی بلا ضرورت اپنے گھر سے نہ نکل) اور اپنے گناہوں (کو یاد کر کے اور ان پر نادم ہو کر ان) پر رو یا کر (تو نجات پا جائے گا)۔" [**صحیح** : صحیح ترمذی ، ترمذی (۲۴۰۶) کتاب

الزھد: باب ما جاء فی حفظ اللسان، صحیح الترغیب (۲۷۴۱)]

خفیہ و اعلانیہ اللہ سے ڈرنا' میانہ روی اختیار کرنا اور عدل کرنا

5- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ منجیاتٌ: خشیةُ اللهِ فِي السِّرِّ والعَلَانِية. وَالقَصْدُ فِي الفَقْرِ والغِنَى، والعَدْلُ فِي الغَضَبِ وَالرِّضَا))

''تین کام نجات دینے والے ہیں؛ خفیہ اور اعلانیہ (دونوں صورتوں میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا' فقیری اور امیری (ہر حال میں) میانہ روی اختیار کرنا اور غضب اور رضا (ہر حال میں) عدل وانصاف سے کام لینا۔'' [حسن: صحیح الجامع الصغیر (۳۰۳۹) السلسلة الصحیحة (۱۸۰۲)]

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اچھا اخلاق اپنانا

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز کے متعلق دریافت کیا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا:

((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) ''اللہ کا تقویٰ اور اچھا اخلاق۔'' [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۰۰۴) کتاب البر والصلة: باب ما جاء فی حسن الخلق، السلسلة الصحیحة (۹۷۷)]

فوائد: تقویٰ کا مطلب ہے پرہیزگاری۔ دراصل تقویٰ وہ چیز ہے جو انسان کو نیکی کی ترغیب دلاتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے۔ امام بخاریؒ نے تقویٰ کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ((لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ)) ''بندہ تقویٰ کی اصل حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ جو بات دل میں کھٹکتی ہو اسے بالکل چھوڑ نہ دے۔'' [بخاری (قبل الحدیث ۸/8) کتاب الایمان: باب بنی الاسلام علی خمس] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ سے مراد ''نفس کو شرک اور اعمالِ سیئہ سے بچانا اور اعمالِ صالحہ پر مداومت اختیار کرنا'' ہے۔ [فتح

البار ی] تقویٰ کا مقام دل ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:((التَّقْوٰی هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ)) ''تقویٰ یہاں ہے اور آپ (یہ کہتے ہوئے) اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمار ہے تھے۔''[مسلم (۲۵۶۴) کتاب البر والصلة والآداب]

تقویٰ ہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں قربانی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے اور نہ ہی ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔''[الحج : ۳۷] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جن میں سے تین آیات وہ ہیں جو ہر خطبہ جمعہ، خطبہ عید اور خطبہ نکاح وغیرہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کو اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ (یعنی ڈر) پیدا کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ عید کے دوران اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔[مسلم (۸۸۵) کتاب صلاة العیدین] رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس سفر میں نیکی و تقویٰ کا سوال کرتے۔[مسلم (۱۳۴۲) کتاب الحج' ترمذی (3447)] صحابہ کرام کو بھی کہیں روانہ کرتے وقت آپ یہی نصیحت کیا کرتے تھے کہ جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''[صحیح الجامع الصغیر (۹۷)] اس لیے آج ہمارا اولین فریضہ یہ ہے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کریں تاکہ وہ ہمارے تمام معاملات درست فرما کر ہمیں کامیابی کے راستے پر گامزن فرمادے۔

اچھے اخلاق میں دوسروں کا ادب و احترام کرنا' سچ بولنا' عاجزی و انکساری اختیار کرنا' احسان کرنا' ایثار کرنا' راز کی حفاظت کرنا' معاف کرنا' عدل و انصاف کرنا' معاملات میں نرمی اختیار کرنا' بردباری 'شرم و حیاء' شفقت و رحمت' اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت کرنا وغیرہ وغیرہ سب افعال ہی شامل ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے کہ ''اور بے شک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر فائز ہیں۔''[القلم : ۴] متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از نبوت بھی تقریباً تمام ہی اخلاقی خوبیوں سے متصف تھے لیکن نبوت کے بعد ان میں مزید وسعت آ گئی۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی قرآن و سنت میں بتائے گئے اچھے اخلاق و عادات اپنائیں اور برے اخلاق چھوڑ یں۔ مگر صورتحال یہ ہے کہ اسلام کے اخلاقیات کے وسیع باب

کو چھوڑ کر اہل اسلام نے دورِ حاضر کے کفار وطواغیت کو معاشرتی تشکیل اور عادات واخلاق کی تعلیم کے لیے پیش نظر رکھا ہوا ہے' جس کا نتیجہ رب کے غضب اور امتِ مسلمہ کی تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

جھگڑا اور جھوٹ چھوڑ دینا اور اچھا اخلاق اپنانا

7- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَ بِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَ بِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ))

''میں ضمانت دیتا ہوں جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے گا اسے جنت کے گرد ونواح میں گھر ملے گا اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے گا اسے جنت کے وسط میں گھر ملے گا اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جس شخص کا اخلاق اچھا ہو گا اسے جنت کے اوپر والے حصے میں گھر ملے گا۔'' [**حسن** : صحیح ابوداود ، ابوداود (۴۸۰۰) کتاب الادب: باب فی حسن الخلق، صحیح الترغیب (۱۳۹)]

فوائد : مسلمان سے لڑائی جھگڑے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔[صحیح الجامع الصغیر (۳۵۹۵)] اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔[آل عمران: ۶۱] جھوٹ کی مذمت متعدد احادیث سے ثابت ہے جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ البتہ اتنا یاد رہے کہ تین کاموں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے: ایک دورانِ جنگ ، دوسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے اور تیسرے شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے ملانے کے لیے۔[مسلم (۱۶۰۵) کتاب البر والصلۃ: باب تحریم الکذب' ابوداود (۴۹۲۰)]

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام شمار کرنا

8- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام ہیں' سو میں سے ایک کم' جس نے انہیں شمار کر لیا

وہ جنت میں داخل ہو گیا۔" [بخاری (۲۷۳۶) کتاب الشروط، مسلم (۲۶۷۷)]

فوائد: اللہ تعالیٰ کے نام اسمائے حسنیٰ کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ایک نام "اللہ" ذاتی ہے اور باقی سب صفاتی نام ہیں۔ یہاں حدیث میں انہیں شمار کرنے کا مطلب ہے "ان پر ایمان لانا' یا ان کو گننا اور انہیں ایک ایک کر کے بطور تبرک اخلاص کے ساتھ پڑھنا' یا انہیں حفظ کرنا' ان کے معانی کو جاننا اور ان سے اپنے آپ کو متصف کرنا۔" بعض روایات میں ان ننانوے ناموں کو ذکر بھی کیا گیا ہے لیکن یہ روایات ضعیف ہیں اور علماء نے انہیں مدرج (یعنی راویوں کا اضافہ) قرار دیا ہے' وہ نبی ﷺ کی حدیث کا حصہ نہیں ہیں۔ نیز علماء نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ کے ناموں کی تعداد ننانوے میں منحصر نہیں' بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ [کما فی تفسیر أحسن البیان (ص ۴۶۹)]

کلمہ شہادت اور عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا اقرار اور جنت و جہنم کو برحق ماننا

9- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ))

"جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں' اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم علیہا السلام تک پہنچا دیا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں' جنت حق ہے اور جہنم حق ہے" تو خواہ اس نے کوئی بھی عمل کیا ہو (بالآخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیں گے۔" [بخاری (۳۴۳۵) کتاب احادیث الانبیاء: باب قولہ یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم، مسلم (۲۸)]

فوائد: یعنی ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد بالآخر جنت میں داخل ہو جائے گا کیونکہ اس کا عقیدہ ٹھیک تھا اور وہ مشرک نہیں تھا۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جو مذکورہ شہادت دے اسے دوسرا کوئی بھی نیک عمل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جہنم کے عذاب سے بچنے کے

لیے دیگر اوامر ونواہی کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

نبی ﷺ کی اطاعت کرنا

10- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلاَّ مَنْ أَبَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى))

''میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جس نے خود (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔ صحابہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! (جنت میں جانے سے بھلا) کون انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ''جس نے میری اطاعت وفرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا خود ہی) اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔'' [بخاری (۷۲۸۰) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه]

فوائد: اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی واجب ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ [النساء : ۵۹] ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ''قسم ہے تیرے پروردگار کی لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام آپس کے اختلافات میں آپ ہی کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر آپ جو فیصلے ان میں کر دیں' ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔'' [النساء: ۶۵] ایک دوسرے مقام پر تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ [النساء: ۸۰]

ارشاد نبوی ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والد' اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے (یعنی ہر ایک کی بات پر میری بات کو ترجیح دے)۔'' [بخاری (۱۵) كتاب الایمان: باب حب الرسول من الایمان] ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ''جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔'' [بخاری (۷۱۳۷) كتاب الأحكام]

صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ وہ جونہی رسول اللہ ﷺ سے کوئی فرمان سنتے فوراً بلا تاخیر اس پر عمل شروع کر دیتے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا تو صحابہ کرام نے فوراً شراب کے مٹکے الٹا دیئے۔[صحیح نسائی (۵۵۴۱)] اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنگ خیبر میں صحابہ سخت بھوک کی حالت میں تھے، جس وجہ سے انہوں نے گدھوں کو ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا۔ پھر اچانک رسول اللہ ﷺ کے ایک منادی نے اعلان کیا کہ گدھوں کا گوشت مت کھاؤ (یہ حرام ہے) اپنی ہانڈیوں کو اُلٹ دو۔ چنانچہ فوراً بغیر کسی انتظار کے صحابہ کرام نے سخت بھوک کے باوجود اپنی چولہوں پر چڑھائی ہوئی ہانڈیاں اُلٹ دیں۔[صحیح ابن ماجہ (۳۱۹۲)]

صحابہ کرام کی اسی کمال اطاعت وفرمانبرداری کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ آج مسلمانوں کو بھی نجات کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی کی ضرورت ہے۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے بعد نماز روزہ کی پابندی کرنا

11- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا))

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور اس نے نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اس کی راہ میں جہاد کیا ہو یا ایسی سرزمین میں ہی بیٹھا رہا ہو جس میں پیدا کیا گیا تھا۔'' [بخاری (۲۷۹۰) کتاب الجهاد والسير: باب درجات المجاهدين في سبيل الله]

فوائد: اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جہاد وقتال سے یکسر کنارہ کش ہو جانے والے سے اس کا سوال ہی نہیں ہوگا' کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عبث ہو جاتا ہے کہ ''جس شخص نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی کبھی جہاد کا ارادہ کیا' وہ منافقت کے ایک شعبے پر مرے گا۔''[مسلم

(۱۹۱۰)] درحقیقت یہ حدیث ایسے حالات کے متعلق ہے کہ جب مسلمانوں پر جہاد فرض عین نہ ہو' مسلمانوں کی سرحدات محفوظ ہوں' مسلمانوں کو کفار پر غلبہ حاصل ہو' مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کی عصمتیں پامال نہ ہو رہی ہوں وغیرہ وغیرہ تو وہ صرف نماز روزہ جیسی عبادات ہی میں مصروف رہیں تو کامیاب ہیں۔لیکن جب جہاد فرض عین ہو جائے مثلاً جب دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائے یا مسلمانوں کا امیر و خلیفہ کسی حکمت و مصلحت کے پیش نظر سب کو کفار پر حملے کا حکم دے دے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے حسبِ استطاعت جہاد میں شریک ہو۔ایسی صورت میں جہاد سے قطع تعلق اور عبادت و ریاضت کے لیے گوشہ نشینی یقیناً باعثِ وبال ہے۔

قرآن حفظ کرنا

12- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا))

''صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اُس طرح ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر جیسے ٹھہر ٹھہر کر تو دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا' بلاشبہ تمہارا مقام اُس آخری آیت کے پاس ہے جو تو تلاوت کرے گا۔'' [**حسن صحیح** : صحیح ترمذی' ترمذی (۲۹۱۴) کتاب فضائل القرآن: باب' ابو داود (۱۴۶۴)]

فوائد: مذکورہ حدیث میں یا دیگر احادیث میں حافظِ قرآن کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسے حافظ کے متعلق ہے جو قرآن کو یاد کرنے کے بعد اس میں بتائے گئے ارشادات کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔ اس کے برعکس جس حافظ کو قرآن تو سارا یاد ہے مگر وہ اس کا عامل نہیں' تو اسے محض قرآن کو رٹ لینا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص قرآن تو یاد کر لے مگر شرک و بدعات سے نہ بچے' نماز کی پابندی نہ کرے' یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ چھوڑے' غیر اسلامی طرزِ معاشرت اپنائے' کفار جیسی وضع قطع بنائے' جھوٹ فریب اور دھوکہ اس کی عادت ہو' گانا بجانا اس کا شوق ہو' غیر محرم لڑکیوں سے ناجائز تعلقات استوار کرنا اس کی ضرورت ہو اور ہر وہ جرم جس کے مرتکب پر رب کا غضب اور

رسول کی لعنت برستی ہے اس کا پسندیدہ مشغلہ ہو' تو وہ کیسے نجات پا سکتا ہے؟اس لیے جو والدین بھی اپنے بچوں کو حافظ بنانے کے خواہش مند ہوں انہیں چاہیے کہ بچوں کی کامل اسلامی تعلیم وتربیت کا بھی بندوبست کریں' انہیں ترجمہ کے ساتھ قرآن بھی پڑھوائیں' پھر قرآنی ہدایات پر انہیں عمل بھی کروائیں' کیونکہ عمل ہی میں نجات کا راز مضمر ہے۔

بکثرت روزے رکھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا

13- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الصِّيَامُ : أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ : مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ قَالَ :فَيُشَفَّعَانِ))

''روزہ اور قرآن (دونوں) روزِ قیامت بندے کے لیے سفارش کریں گے۔روزہ کہے گا' اے پروردگار! میں نے اسے دن میں کھانے (پینے) اور شہوات (کی تکمیل) سے روکے رکھا' تُو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔قرآن کہے گا' میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا' تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پھر ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔''[احمد (۱۷۴/۲) مستدرک حاکم (۵۵۴/۱) امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

سورۃ الملک کی تلاوت کرنا

14- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سورۃ من القرآن ما ھی إلّا ثلاثون آیۃ خاصمت عن صاحِبِھا حتّٰی أدخلتہ الجنّۃ وھی تبارك))

''قرآن کی ایک سورت ہے' جس کی تیس (۳۰) آیات ہیں' وہ اپنے صاحب (یعنی اسے بکثرت پڑھنے والے) کے متعلق (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑے گی حتی کہ اسے جنت میں داخل

کرا دے گی اور وہ سورت تبارک (یعنی سورۃ الملک) ہے۔'' [**حسن** : صحیح الجامع الصغیر (۲۴۷۲) رواہ الطبرانی فی الأوسط]

فوائد: ایک حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ سورۃ الملک عذاب قبر سے بچانے والی سورت ہے۔ [السلسلة الصحیحة (۱۱۴۰)] اسی لیے رسول اللہ ﷺ ہر رات سونے سے پہلے اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ [صحیح ترمذی' ترمذی (۳۴۰۴)]

قرآن حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا

15- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ یَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَیْهِ شَدِیدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ))

''ایسے شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے' مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے اور وہ اس پر دشوار ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔'' [بخاری (۴۹۳۷) کتاب تفسیر القرآن: باب عبس وتولی کلح وأعرض]

فوائد: ایسے لوگ جن کے لیے قرآن پڑھنا دشوار ہے اور وہ بار بار پڑھ کر اور مشق کر کے قرآنی الفاظ زبان پر چڑھاتے ہیں' انہیں قرآن سیکھنے کے لیے مشقت اٹھانے کی وجہ سے دوہرے اجر کی نوید سنائی گئی ہے۔

16- حضرت عصمت بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ جُمِعَ القرآن فِی إهابٍ مَا أحرقه الله بِالنَّارِ)) ''اگر قرآن کسی چمڑے (بدن) میں جمع کر دیا جائے تو اللہ اسے آگ کے ساتھ نہ جلائے گا۔'' [**حسن** : صحیح الجامع الصغیر (۵۲۶۶) رواہ البیهقی فی شعب الایمان]

فوائد: مراد یہ ہے کہ حافظ قرآن کے جسم کو اللہ تعالیٰ آگ میں نہیں جلائیں گے۔

17- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَجِيئُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ : يَارَبِّ حَلِّهِ ! فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ : يَارَبِّ زِدْهُ ! فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ : يَارَبِّ ارْضَ عَنْهُ ! فَيَرْضَى عَنْهُ فَيُقَالُ لَهُ : اقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً))

”قیامت کے روز قرآن آئے گا اور کہے گا اے پروردگار! اسے (یعنی صاحبِ قرآن کو) زینت بخش' تو اسے عزت کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا' اے پروردگار! (اس کی زینت میں) مزید اضافہ فرما' تو اسے عزت کا لباس پہنا دیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا' (اے پروردگار!) اس سے راضی ہو جا' تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں گے۔ پھر اس (حافظِ قرآن) سے کہا جائے گا' پڑھ اور چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے (اس کے لیے) ایک نیکی بڑھا دی جائے گی۔“ [**حسن**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۹۱۵) کتاب فضائل القرآن]

سورۃ الاخلاص سے محبت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرنا

18- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی مسجد قباء میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا۔ وہ جب بھی نماز میں ان کے لیے کسی سورت کی تلاوت کرتا تو سورۂ اخلاص سے شروع کرتا پھر اس سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھتا اور وہ یہ عمل ہر رکعت میں کرتا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے (اس حوالے سے) اس سے گفتگو کی اور کہا' بلاشبہ تم یہ سورت (یعنی سورۂ اخلاص) تلاوت کرتے ہو' پھر تم اسے کافی نہیں سمجھتے اور (اس کے ساتھ) دوسری سورت بھی تلاوت کرتے ہو' یا تو یہی سورت تلاوت کیا کرو اور یا پھر اسے چھوڑ دو اور کوئی دوسری سورت ہی تلاوت کیا کرو۔ اس نے کہا' میں اس سورت کو نہیں چھوڑوں گا' اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری امامت کراؤں تو میں ایسا کرتا ہوں اور اگر تم ناپسند کرتے ہو تو میں تم لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ وہ اسے (اپنے باقی) لوگوں میں سے افضل سمجھتے تھے اور یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی اور امامت کرائے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو یہ خبر دی۔ آپ نے (اس امام سے کہا) اے فلاں! تمہیں کون سی چیز اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے

روکتی ہے اور کون سی چیز تمہیں ہر رکعت میں اس سورت کی تلاوت کرنے پر ابھارتی ہے؟ اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا ((إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)) ''بیشک اس سورت کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔''

[**حسن صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۹۰۱) کتاب فضائل القرآن: باب ما جاء فی سورة الاخلاص' صحیح الترغیب (۱۴۸۴)]

19- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسے آدمی کے پاس آیا جو سورۂ اخلاص کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' واجب ہوگئی' تین مرتبہ آپ نے یہ کلمات دہرائے۔ میں نے عرض کیا' کیا واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جنت (واجب ہو گئی)۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۸۹۷) کتاب فضائل القرآن: باب ما جاء فی سورة الاخلاص' نسائی (۹۹۴)]

فوائد: ایک صحیح حدیث میں سورۃ الاخلاص کی فضیلت یوں بھی بیان ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا ((اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ)) ''سورۂ اخلاص قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے (یعنی جو ایک مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے اسے ایک تہائی قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے)۔'' [بخاری (۵۰۱۵) کتاب تفسیر القرآن: باب فضل قل هو الله أحد' مسلم (۸۱۱)]

سلام پھیلانا' کھانا کھلانا' صلہ رحمی کرنا اور تہجد پڑھنا

20- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وصِلُوا الأرحام وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ))

''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلایا کرو' رشتہ داریاں ملاؤ' رات کو اس وقت نماز پڑھا

کرو جب لوگ سو رہے ہوں' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" [صحیح: صحیح ابن ماجه ' ابن ماجه (۱۳۳۴) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ' ترمذى (۲۴۸۵)]

فوائد: سلام کا معنی ہے سلامتی' جس کے ذریعے ہر مسلمان اپنے بھائی کو ملاقات کے وقت سلامتی کی دعا دیتا ہے' جس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے' اسی آپس کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔[مسلم (۵۴) کتاب الایمان ' ابو داود (۵۱۹۳)] سلام کو عام کرنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ ہر شخص کو سلام کہو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔[بخاری (۱۲) کتاب الایمان' مسلم (۳۹)] احادیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق کا ذکر ملتا ہے جن میں سے ایک حق یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب بھی اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔[مسلم (۲۱۶۲) کتاب السلام' بخاری (۱۲۴۰)] علاوہ ازیں اسلام نے گھروں میں داخل ہونے کا ایک ادب یہ بھی سکھایا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہا جائے۔[النور: ۲۷]

کھانا کھلانے کے لیے قریبی رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہیے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمانِ نبوی ہے کہ "اپنے آپ پر خرچ کرو' اگر کچھ زائد ہو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو' اگر کچھ گھر والوں کی ضرورت سے بھی زائد ہو تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو۔" [مسلم (۹۹۷) کتاب الزکاۃ' ابو داود (۳۹۵۷)] نیز یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جسے کھانا کھلایا جا رہا ہے وہ نیک اور پرہیزگار انسان ہو جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں فرمانِ نبوی ہے کہ "صرف مومن کو دوست بناؤ اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھائے۔" [صحیح الجامع الصغیر (۷۳۴۱) صحیح الترغیب (۳۰۳۶)] جس شخص کو کھانا کھلایا جائے وہ دعوت دینے والے کو یہ دعا دے ((اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِيْ وَ اَسْقِ مَنْ سَقَانِيْ)) "اے اللہ! تو اسے کھلا جس نے مجھے کھلایا اور تو اسے پلا جس نے مجھے پلایا۔" [مسلم (۲۰۵۵) کتاب الأشربة' ترمذی (۲۷۱۹)]

صلہ رحمی کا مطلب ہے رشتوں ناطوں کو ملانا' انہیں ٹوٹنے سے بچانا' اگر کوئی رشتہ دار تعلق توڑنے کی کوشش کرے اس کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ۔ احادیث میں صلہ رحمی کی بہت

ترغیب دلائی گئی ہے۔فرمانِ نبوی ہے کہ ''جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ رشتہ داری ملائے۔'' [بخاری (۶۱۳۸) کتاب الأدب' مسلم (۴۸)] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کے نشانات دیر تک باقی رہیں تو وہ رشتہ داری ملائے۔'' [بخاری (۵۹۸۶) کتاب الأدب' مسلم (۲۵۵۷)] ایک اور حدیث میں ہے کہ رشتہ داری توڑنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی قابل نفرت عمل ہے۔[صحیح الترغیب (۲۵۲۲) کتاب البر والصلة وغیرهما]

''لوگ سو رہے ہوں تو نماز ادا کرنا'' سے مراد قیام اللیل یعنی نمازِ تہجد ہے۔نمازِ تہجد کا وقت رات کا پچھلا پہر ہے۔ساری رات قیام کرنا سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ رات کے پہلے حصے میں سو جاتے اور پھر پچھلے حصے میں اُٹھ کر نوافل پڑھتے۔یہ وقت بہت بابرکت ہوتا ہے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر آکر خود لوگوں کو پکار رہے ہوتے ہیں کہ کوئی ہے جو بخشش کا طلب گار ہو تو میں اسے بخش دوں اور کوئی ہے جو رزق چاہتا ہو تو میں اسے رزق عطا کر دوں۔رسول اللہ ﷺ کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے تھے لیکن پھر بھی آپ اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ آپ کے قدموں پر وَرم آجاتا۔[بخاری (۱۱۳۰) کتاب الجمعة' مسلم (۲۸۱۹)] نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کو بھی قیام اللیل کی ان الفاظ میں ترغیب دلایا کرتے تھے کہ بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے اس لیے اگر تم اس وقت اٹھ کر اللہ کا ذکر کر سکو تو ضرور کیا کرو۔[صحیح الترغیب (۶۲۸) کتاب النوافل] یہ ترغیب یقیناً صرف صحابہ کرام کے لیے نہیں تھی بلکہ ہم سب کے لیے ہے' اس لیے ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس وقت اٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوں اور اپنے گناہوں کو بخشوائیں۔

جھوٹ' وعدہ خلافی' امانت میں خیانت سے بچنا......

21- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تقبّلوا لي بستٍ أتقبّل لكمُ الجنّة قالُوا : وَمَا هِيَ ؟ قَالَ إِذَا حدّث احدكم فلا يكذب و اذا وعد فلا يخلف و اذا أُتُمِنَ فلا يخُن وغضّوا ابصاركم وكُفّوا ايديكم واحفظوا فروجكم))

”میری سات باتیں مان لو میں تمہیں (اس کے بدلے میں) جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا' وہ باتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ مت بولے' جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی مت کرے' جب اسے امانت دی جائے تو خیانت مت کرے' اپنی نظریں نیچی رکھو' اپنے ہاتھوں کو (برے کاموں سے) روکے رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔“ [حسن : السلسلة الصحيحة (۴۵۵/۳) رواه الحاكم (۳۵۹/۴)]

شرک سے اجتناب اور ارکانِ اسلام پر مضبوطی سے عمل کرنا

22- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَ إِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتَّى بَلَغَ يَعْمَلُونَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ قُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ))

”میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور مجھے آتش جہنم سے دور کردے۔ آپ نے فرمایا' یقیناً تو نے بہت بڑی بات کے

متعلق سوال کیا ہے اور بلاشبہ یہ ایسے شخص کے لیے نہایت آسان ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تُو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوۃ ادا کر' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں خیر کے دروازوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ (تو یاد رکھ) روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو (اُٹھ کر) نفل نماز ادا کرنا (مراد تہجد ہے)۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''ان کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں ...... یہ آیت آپ نے يَعْمَلُونَ تک تلاوت فرمائی۔'' اس کے بعد آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں سارے معاملے کی بنیاد' اس کے ستون اور اس کی چوٹی کے متعلق نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا' ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا' معاملے کی بنیاد (اور اصل) اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس پر سارے اعمال کا دارومدار ہے؟ میں نے عرض کیا' کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ لیا اور فرمایا اسے تھام کر رکھ۔ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! بھلا جو ہم اپنی زبانوں سے باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی مؤاخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا' اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے' لوگوں کو دوزخ میں چہروں اور نتھنوں کے بل گرانے والی ان کی زبانوں کی کٹی ہوئی باتیں ہی تو ہوں گی۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۶۱۶) کتاب الایمان، ابن ماجه (۳۹۷۳)]

دینی علم حاصل کرنے کے لیے نکلنا

23- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ومن سَلَكَ طريقاً يلتَمِسُ فِيه عِلماً سهّل الله له بِهِ طريقاً إلى الجنة)) ''جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلے جنت کی جانب راستہ آسان بنا دیں گے۔'' [مسلم (۲۶۹۹) کتاب الذکر والدعاء: باب فضل

الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر]

فوائد: طلبِ علم کے لیے نکلنے کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''جو شخص اپنے گھر سے صرف طلبِ علم کے لیے نکلتا ہے' اس کے لیے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔'' [صحیح الترغیب (۱۸) کتاب العلم' ترمذی (۲۶۸۲)] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''جو شخص صبح کے وقت مسجد کی طرف گیا اور اس کا ارادہ صرف کوئی خیر و بھلائی کا کام سیکھنا یا سکھانا تھا تو اسے مکمل حج کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔'' [صحیح الترغیب (۸۲) کتاب العلم' رواہ الطبرانی فی الکبیر]

واضح رہے کہ جس روایت میں طلبِ علم کے لیے چین تک جانے کا ذکر ہے وہ موضوع و من گھڑت ہے۔ [دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی (۲۱۵/۱) ترتیب الموضوعات للذهبی (۱۱۱) الفوائد المجموعة (۸۵۲)]

غصہ نہ کرنا

24- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا' مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا:

((لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ)) ''غصہ نہ کر تجھے جنت مل جائے گی۔'' [**صحیح**: صحیح الترغیب (۲۷۴۹) کتاب الأدب، صحیح الجامع الصغیر (۷۳۷۴)]

25- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ))

''جس نے غصہ پی لیا اور وہ اسے نافذ کرنے (یعنی غصہ نکالنے) پر بھی قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے حتی کہ اسے حورعین میں سے جسے چاہے (پسند کر لینے کا) اختیار دیں گے۔'' [**حسن**: صحیح ابو داود' ابو داود (۴۷۷۷) کتاب الأدب: باب من کظم غیظا' ابن ماجه (۴۱۸۶)]

فوائد: حدیث شریف میں ایسے شخص کو اصل پہلوان قرار دیا گیا ہے جو اپنے غصے پر قابو پا لیتا ہے۔[بخاری (۶۱۱۴) کتاب الادب' مسلم (۲۶۰۹)] اگر کسی کو غصہ آ جائے تو غصہ دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقے بتائے ہیں: جسے غصہ آیا ہے وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے' اس طرح کرنے سے اگر غصہ رفع ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔ [صحیح ابو داود' ابو داود (۴۷۸۲)] یا أعوذ باللہ پڑھ لے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے' ان میں سے ایک آدمی اس قدر غضب ناک ہوا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا' مجھے ایک ایسے کلمے کا علم ہے کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اس سے یہ چیز (یعنی غصہ) ختم ہو جائے (اور وہ ہے) ((أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ)) [بخاری (۶۰۴۸) کتاب الأدب' مسلم (۲۶۱۰)]

یاد رہے کہ جس روایت میں ہے کہ "غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی کے ساتھ بجھایا جاتا ہے' اس لیے تم میں سے جسے غصہ آئے وہ وضوء کر لے۔" وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔[ضعیف ابو داود' ابو داود (۴۷۸۴) کتاب الأدب]

صبح وشام سید الاستغفار پڑھنا

26- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے ((اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِی وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِی، فَاغْفِرْ لِی، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) "اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں' میں تیرے ذریعے سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کا میں نے ارتکاب کیا' میں تیرے اس انعام کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہوا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں' لہٰذا تو مجھے معاف کر دے۔ حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کو صرف تو

ہی معاف کر سکتا ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا ((مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) "جس شخص نے یہ کلمات (دلی) یقین کے ساتھ دن میں کہے اور وہ اس دن شام سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے یہ کلمات رات کو یقین کے ساتھ کہے اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔" [بخاری (۶۳۲۳) کتاب الدعوات : باب ما یقول اذا أصبح]

مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا

27- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں جابیہ مقام (دمشق کی ایک بستی کا نام) میں خطبہ دیا اور فرمایا' اے لوگو! میں تم میں اس طرح کھڑا ہوا ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا:

((أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ ، وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكُمُ الْمُؤْمِنُ))

"میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ (بھلے برتاؤ کی) وصیت کرتا ہوں' پھر ان کے ساتھ جو ان کے بعد آئیں (یعنی تابعین) اور پھر ان کے ساتھ جو ان کے بعد آئیں (یعنی تبع تابعین)۔ پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتی کہ آدمی حلف اٹھائے گا مگر اس سے حلف طلب نہ کیا گیا ہوگا اور آدمی گواہی دے گا مگر اس سے گواہی طلب نہ کی گئی ہوگی۔ خبردار! کوئی آدمی کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے' ورنہ ان کا تیسرا ساتھی شیطان ہوگا۔ جماعت کو لازم پکڑو اور

علیحدگی سے بچو۔ کیونکہ اکیلے (مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ دینے والے) کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے دور ہوتا ہے۔ جو شخص جنت کے بہترین مقام پر رہائش چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے۔ جسے اس کی نیکی اچھی لگے (جب وہ کرے) اور اس کی برائی غمگین کرے تو تم میں وہی مومن ہے۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۱۶۵) کتاب الفتن: باب ماجاء فی لزوم الجماعة' السلسلة الصحيحة (۴۳۰)]

فوائد: مسلمانوں کی جماعت سے مراد ایسی جماعت ہے جو تمام مسلمانوں پر مشتمل ہو اور ان کا امیر و حکمران ایک ہو جس کی اطاعت سب مسلمانوں پر واجب ہو۔ ایسی جماعت و امیر دورِ حاضر میں مفقود ہے۔

حکمران کا عدل کرنا' ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہونا اور سوال سے بچنا

28- حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ . ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ))

''جنت میں داخل ہونے والے لوگ تین طرح کے ہیں: ① حکمران' انصاف کرنے والا' سچ بولنے والا اور جسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہو ② ایسا آدمی جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے مہربان اور نرم دل ہے ③ پاکدامن اور فقر و فاقے کے باوجود سوال سے بچنے والا۔''

[مسلم (۲۸۶۵) کتاب الجنة .....: باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة]

فوائد: روزِ قیامت جب اللہ کے سائے کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ جن سات آدمیوں کو اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائیں گے ان میں سے ایک عادل حکمران بھی ہو گا۔ [بخاری (۶۶۰) کتاب الأذان' مسلم (۱۰۳۱)] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ فیصلہ کرنے میں' اپنے گھر والوں میں اور اپنے ماتحت لوگوں میں عدل و انصاف کرنے والے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ [مسلم (۱۸۲۷) کتاب الامارة'

نسائی (۸/ ۲۲۱)]

نرمی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے' یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرم ہے اور سارے معاملات میں نرمی کو ہی پسند فرماتا ہے۔[بخاری (۶۰۲۴) کتاب الأدب' مسلم (۲۱۶۵)] نرمی ایسی عظیم نعمت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسی ایسی چیزیں عطا فرما دیتے ہیں جو سختی سے کبھی بھی عطا نہیں فرماتے۔فرمانِ نبوی ہے کہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے مزین بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اسے خراب کر دیتی ہے۔[مسلم (۲۵۹۴) کتاب البر والصلة والآداب] ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا' صحابہ اسے جھڑکنے اور بھگانے کے لیے اٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کمال نرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کو روک دیا۔جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو صحابہ کو اس پر پانی کا ایک ڈول بہانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ بلاشبہ تمہیں آسانی کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے' تنگی کرنے والے بنا کر نہیں۔[بخاری (۲۲۰) کتاب الوضوء]

ایسے لوگ جو فقر و فاقے کے باوجود دوسروں سے سوال نہیں کرتے یقیناً عظیم درجات کے مالک ہیں اور یہی لوگ زکوٰۃ و صدقات کے بھی زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''صدقات کے مستحق صرف وہ غرباء ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے' جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے' نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مال دار خیال کرتے ہیں' آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے' وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔''[البقرۃ: ۲۷۳] انسان اگر صبر و تحمل سے کام لے اور سوال سے بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بھی بچا لیتے ہیں اور اس کی ضرورت بھی پوری کر دیتے ہیں۔لیکن جو لوگ بلاضرورت ہی مانگتے پھرتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انہیں روزِ قیامت اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے چہروں پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہو گا۔[بخاری (۱۴۸۴) کتاب الزکاۃ' مسلم (۱۰۴۰)] اور ایک فرمانِ نبوی یوں ہے کہ اگر سوال کرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس میں اس کے لیے کیا ذلت و رسوائی اور گناہ ہے تو وہ کبھی سوال نہ کرے۔[صحیح الترغیب (۷۹۷) کتاب الصدقات] اس لیے حتی الوسع سوال سے بچنے کی ہی کوشش کرنی چاہیے۔حدیث میں آتا ہے جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچنے

کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔[بخاری (۱۴۶۹) کتاب الزکاۃ، مسلم (۱۰۵۳)]

حیاء کا دامن نہ چھوڑنا

29- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ ، وَالإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))

''حیاء ایمان سے ہے اور ایمان (والے) جنت میں ہوں گے اور بداخلاقی ظلم سے ہے اور ظلم (والے) دوزخ میں ہوں گے۔''[**صحیح** : صحیح ترمذی، ترمذی (۲۰۰۹) کتاب البر والصلة، ابن ماجه (۴۱۸۴) کتاب الزهد، السلسلة الصحيحة (۴۹۵)]

فوائد: حیاء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حیاء صرف خیر کا ہی باعث بنتی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہی ہے۔[بخاری (۶۱۱۷) کتاب الأدب، مسلم (۳۷) کتاب الایمان] ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا (کہ تو ہر وقت شرماتا ہی رہتا ہے، اتنی حیاء اچھی نہیں وغیرہ وغیرہ) تو آپ نے اسے فرمایا، اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ یقیناً حیاء تو ایمان کا حصہ ہے۔[بخاری (۲۴) کتاب الایمان، مسلم (۳۶)] ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں یا (راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، ان میں سے افضل ''لا الہ الا اللہ'' کہنا ہے اور ان میں سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔[بخاری (۹) مسلم (۳۵) ابوداود (۴۶۷۶)]

واضح رہے کہ جس حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے یا دیگر احادیث میں جس کی مدح وستائش بیان کی گئی ہے، اس سے مراد ایسی حیاء ہے جو انسان کو گناہ چھوڑنے پر ابھارے، شیطان اس سے جب بھی کوئی برا کام کرانے لگے اسے حیاء آ جائے اور وہ اس کام سے رک جائے۔اس سے ایسی حیاء ہرگز مراد نہیں جو انسان کو کسی نیکی کے کام سے روک دے مثلاً اگر کسی سے کہا جائے کہ وہ تلاوت کرے تو وہ حیاء کرے اور تلاوت نہ کر سکے، اسی طرح کسی سے وعظ و نصیحت کی درخواست کی جائے اور اسے حیاء کی

وجہ سے ایسا کرنے میں دشواری ہو وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھئے اس کے علاوہ جو بھی اُمورِ دینیہ ہیں یا احکامِ شرعیہ ہیں ان پر عمل کرنے سے انسان کو حیاء نہیں آنی چاہیے کیونکہ وہ باعثِ اجر وثواب ہیں اور ان میں سے بعض تو فرض وواجب ہیں' جنہیں چھوڑنا موجبِ سزا ہے۔

اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو جانا

30- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

''جس شخص نے کہا' میں اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔'' [**صحیح**: صحیح ابو داود' ابو داود (۱۵۲۹) کتاب الصلاۃ: باب فی الاستغفار' السلسلة الصحیحة (۳۳۴)]

فوائد: راضی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ محض زبان سے ہی رضامندی کا اظہار کر دے اور بس' بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت بھی پیش کرے' تب جنت میں داخلہ ممکن ہو گا۔

سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا

31- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ، وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا))

''سچ کو لازم پکڑو' بلاشبہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو' بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی

طرف لے جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔'' [مسلم (۲٦۰۷) کتاب البر والصلة والآداب: باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله]

فوائد: سچ بولنے سے انسان کامیابی اور جنت کی طرف اس طرح جاتا ہے کہ جب وہ سچ بولنے کا تہیہ کر لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ ہی ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ اسے علم ہوتا ہے کہ اگر اس نے کوئی گناہ کا کام کیا اور پھر اس سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے سچ ہی بولنا ہے' اس طرح سب کو اس کے کیے ہوئے گناہ کا علم ہو جائے گا اور پھر تمام جاننے والوں میں ذلت ورسوائی ہوگی۔ اس لیے وہ ہر قسم کے گناہ سے بچ جاتا ہے' اس طرح وہ دنیا میں بھی سچ کی برکت کی وجہ سے عزت ورفعت حاصل کرتا ہے اور سچ کو اپنانے کی وجہ سے جو وہ گناہوں سے محفوظ ہوا ہے اس سے آخرت میں بھی کامیابی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

جبکہ جھوٹ بولنے والے کو ایسا کوئی خوف نہیں ہوتا لہٰذا وہ بلا خوف وخطر گناہ پر گناہ کرتا جاتا ہے اور پھر اسے چھپانے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بولتا جاتا ہے۔ جس سے ایک طرف دنیا میں اس کا وقار مجروح ہوتا ہے کیونکہ بالآخر حقیقت سامنے آ ہی جاتی ہے اور دوسری طرف وہ آخرت میں سخت سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ جھوٹ سے بچنے اور سچائی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بلا ضرورت کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا

32- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا. فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا))

''کون ہے جو مجھے ضمانت دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟'' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا' میں۔ پھر وہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔''

[**صحیح:** صحیح ابوداود' ابوداود (۱٦۴۳) کتاب الزکاۃ: باب کراهية المسألة]

اذان کا جواب دینا

33- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ. فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ. قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ. ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ. قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

"جب مؤذن کہے "اللہ اکبر اللہ اکبر" تو تمہارا ایک کہے "اللہ اکبر اللہ اکبر" پھر مؤذن کہے "اشھد أن لا الہ الا اللہ" تو وہ کہے "اشھد أن لا الہ الا اللہ" پھر مؤذن کہے "اشھد أن محمدا رسول اللہ" تو وہ کہے "اشھد أن محمدا رسول اللہ" پھر مؤذن کہے "حی علی الصلاۃ" تو وہ کہے "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پھر مؤذن کہے "حی علی الفلاح" تو وہ کہے "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پھر مؤذن کہے "اللہ اکبر اللہ اکبر" تو وہ کہے "اللہ اکبر اللہ اکبر" پھر مؤذن کہے "لا الہ الا اللہ" تو وہ کہے "لا الہ الا اللہ" (وہ یہ سارے کلمات) دل سے کہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔" [مسلم (۳۸۵) کتاب الصلاۃ: باب استحباب القول مثل قول المؤذن لم سمعه]

فوائد: اذان کے جواب کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے مؤذن کہتا ہے۔" [بخاری (۶۱۱) کتاب الأذان' مسلم (۳۸۳) کتاب الصلاۃ] اس حدیث کی وجہ سے ہر اذان سننے والے کو چاہیے کہ اذان کا جواب دے۔ اذان کا جواب کیسے دیا جائے؟ اس کا بیان مذکورہ بالا حدیث میں گزر چکا ہے۔ البتہ کیا ایک سے زیادہ اذانیں سننے والا ہر اذان کا جواب دے یا صرف ایک اذان کا ہی جواب دے؟ تو اس کے متعلق سلف میں اختلاف رہا ہے۔ تاہم ہماری رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ جو اذان پہلے سنے اس کا جواب دے دے ہر اذان کا جواب دینا ضروری نہیں۔ (واللہ اعلم)

مسجد میں ہی رہائش اختیار کر لینا

34- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((المسجد بيت كلّ تقيٍّ وتكفّل الله لمن كان المسجد بيته ، بالرّوح والرحمة، والجواز عَلَى الصراط إلى رضوان الله إلى الجنّةِ))

''مسجد ہر متقی و پرہیزگار کا گھر ہے اور جس کا گھر مسجد ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کرنے' اس پر رحمت وشفقت کرنے اور اسے اپنی رضا مندی اور جنت کی طرف پل صراط عبور کرانے کا ذمہ لیا ہے۔'' [امام منذری نے کہا ہے کہ اسے طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں اور بزار نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اور وہی بات درست ہے جو انہوں نے کہی ہے۔ [الترغیب والترھیب (۱/۲۲۲، ۲۲۱)] علامہ البانی نے کہا ہے کہ اس روایت کے صرف اتنے لفظ ہی قابل حجت ہیں ''مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔'' باقی لفظ ثابت نہیں۔ [دیکھئے: ضعیف الترغیب (۲۰۷) صحیح الترغیب (۳۳۰)]

مسجد کی طرف جانا

35- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ))

''جو شخص صبح کو اور شام کو مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمان نوازی کا سامان (ہر مرتبہ) تیار کر دیتے ہیں جب بھی وہ صبح یا شام کے وقت گیا۔'' [بخاری (۶۶۲) کتاب الأذان: باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح' مسلم (۶۶۹)]

فوائد: اوقاتِ نماز کی پابندی کرنا اور نماز کے لیے مساجد میں پہنچنا انتہائی فضیلت والا عمل ہے۔ ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں وضوء کرے' پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) کی طرف چل کر جائے' تاکہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض (نماز) ادا کرے تو اس کے دونوں قدموں میں سے ایک قدم گناہ مٹاتا جاتا ہے اور دوسرا قدم درجات بلند کرتا جاتا ہے۔ [مسلم

(۲۶۶) کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ' ابن حبان (۲۰۴۴)]

مسلسل چالیس نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا

36- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى، كُتِبَتْ لَهُ بَرَائَتَانِ: بَرَائَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَائَةٌ مِنَ النِّفَاقِ))

''جس شخص نے رضائے الٰہی کی خاطر چالیس دن باجماعت نماز ادا کی اور تکبیر اولیٰ حاصل کی تو اس کے لیے دو (چیزوں سے) براءت لکھ دی جاتی ہے۔ ایک' آتش جہنم سے براءت اور دوسرے' نفاق سے براءت۔'' [**حسن**: صحیح الجامع الصغیر (۶۳۶۵) ترمذی (۲۴۱) أبواب الصلاۃ: باب ما جاء فی فضل التکبیرۃ الأولی]

اندھیرے میں مسجد کی طرف چل کر جانا

37- حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''اندھیروں میں مساجد کی طرف بہت زیادہ چل کر جانے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور کی بشارت دے دو۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۲۳) أبواب الصلاۃ: باب ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی الجماعۃ' ابن ماجہ (۷۸۱)]

فوائد: قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ((يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ)) [الحدید: ۱۲] ''(قیامت کے) دن تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔'' دراصل یہ وہ وقت ہوگا جب لوگ پل صراط پار کریں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ان کے ایمان اور نیک اعمال (مثلاً مشقت کے باوجود مساجد میں پہنچنا وغیرہ) کے بدلے میں ایسا نور عطا فرمائیں گے جس کی روشنی میں وہ بآسانی جنت کا راستہ طے کر لیں گے۔

نیک آدمی کا لمبی عمر پانا اور نیک عمل کرنا

38- حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي عُذْرَةَ ثَلَاثَةً أَتَوُا النَّبِيَّا فَأَسْلَمُوا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يَكْفِنِيهِمْ ؟ قَالَ طَلْحَةُ أَنَا قَالَ فَكَانُوا عِنْدَ طَلْحَةَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا فَخَرَجَ أَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيهِمْ آخَرُ فَاسْتُشْهِدَ قَالَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلَى فِرَاشِهِ قَالَ طَلْحَةُ فَرَأَيْتُ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ كَانُوا عِنْدِي فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ الْمَيِّتَ عَلَى فِرَاشِهِ أَمَامَهُمْ وَرَأَيْتُ الَّذِي اسْتُشْهِدَ أَخِيرًا يَلِيهِ وَرَأَيْتُ الَّذِي اسْتُشْهِدَ أَوَّلَهُمْ آخِرَهُمْ قَالَ فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ))

''بنوعذرہ قبیلے کے تین شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے ان (کی خوراک) کی کون ذمہ داری دیتا ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس رہے۔ (دریں اثنا) نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا' جس میں ان (تین اشخاص) میں سے ایک شخص گیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک اور لشکر بھیجا جس میں دوسرا شخص گیا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ اس کے بعد تیسرا شخص اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے (خواب میں) ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ جو اپنے بستر پر فوت ہوا تھا وہ سب سے آگے ہے اور جو بعد میں شہید ہوا تھا وہ اس کے پیچھے ہے اور جو سب سے پہلے شہید ہوا تھا وہ اس دوسرے کے پیچھے ہے' اس سے (میرے دل میں شک) گزرا تو میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تجھے اس میں کس چیز کا انکار ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے کوئی افضل نہیں جسے اسلام میں لمبی عمر عطا ہوئی' اس لیے کہ وہ اس (لمبی عمر) میں سبحان اللہ'

اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا رہا۔‘‘ [حسن صحیح : صحیح الترغیب (۳۳۶۷) کتاب التوبة والزهد: باب الترغیب فی ذکر الموت‘ السلسلة الصحیحة (۶۵۴)]

بکثرت تسبیح‘ تحمید‘ تہلیل اور تکبیر کا ورد کرنا

39- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِءْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ))

’’جس رات مجھے سیر (یعنی معراج) کرائی گئی اس رات میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے کہا‘ اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں خبر دینا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے‘ پانی میٹھا ہے اور وہ (یعنی جنت کی زمین) چٹیل میدان ہے‘ اور اس میں پودا لگانا سبحان اللہ‘ الحمد للہ‘ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنا ہے۔‘‘ [حسن: صحیح ترمذی‘ ترمذی (۳۴۶۲) کتاب الدعوات: باب‘ السلسلة الصحیحة (۱۰۵)]

فوائد: مراد یہ ہے کہ جو شخص بکثرت یہ اذکار کرے گا تو یہ اذکار اسے جنت میں لے جانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔ ان اذکار کو ’’باقیات صالحات‘‘ یعنی باقی رہنے والی نیکیاں بھی کہا گیا ہے‘ جیسا کہ آئندہ دوسری حدیث میں اس کا ذکر آئے گا۔

40- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا الَّذِي تَغْرِسُ؟ قُلْتُ غِرَاسًا لِي قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى غِرَاسٍ خَيْرٍ لَكَ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: قُلْ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ يُغْرَسْ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ))

’’رسول اللہ ﷺ ان کے قریب سے گزرے اور وہ (اس وقت) پودا لگا رہے تھے تو

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' اے ابوہریرہ! کس کا پودا لگا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا' اپنے لیے پودا لگا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہاری ایسے پودے پر رہنمائی نہ کروں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا' سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہو' (ان اذکار میں سے) ہر ایک کے بدلے تمہارے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔" [**صحیح** : صحیح ابن ماجه (۳۸۰۷) کتاب الأدب: باب فضل التسبیح' صحیح الجامع الصغیر (۲۶۱۳)]

41- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خذوا جُنَّتكم. قلنا: يَارَسُولَ اللهِ من عدوٍ قد حضرَ؟ قَالَ: لَا جنَّتكم من النَّارِ قولوا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ. فإنَّهُنَّ يأتين يومَ القيامةِ منجياتٍ، ومقدِّماتٍ، وهنَّ الباقياتُ الصَّالِحات))

"اپنی ڈھال پکڑ لو۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا دشمن آن پہنچا ہے جس سے بچاؤ کے لیے ڈھال پکڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں (بلکہ) آتش دوزخ سے بچاؤ کے لیے ڈھال پکڑو (اور وہ یہ ہے کہ) یہ کلمات کہو' سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر۔ بلاشبہ یہ کلمات روزِ قیامت نجات دلانے والے اور (درجات میں) آگے کرنے والے (بن کر) آئیں گے۔ اور یہی باقیات صالحات (یعنی باقی رہنے والے نیک اعمال) ہیں (جو مرنے کے بعد کام آئیں گے)۔" [مستدرک حاکم (۱/۵۴۱) امام حاکمؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

42- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ))

"جس شخص نے 'سبحان اللہ العظیم وبحمدہ' کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔" [**صحیح** : صحیح ترمذی' ترمذی (۳۴۶۵) کتاب الدعوات: باب'

صحیح الجامع الصغیر (۶۴۲۹)]

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ صبح و شام سو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا ورد کیا کرتے اور فرماتے کہ جو شخص یہ دعا سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو پڑھے گا' روزِ قیامت کوئی شخص اس کے عمل سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا' البتہ اگر کوئی شخص اس کے برابر یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے (تو وہ اس سے افضل ہو سکتا ہے)۔'' [مسلم (۲۶۹۲) کتاب الذکر والدعاء]

بکثرت ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کا ورد کرنا

43- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھے) فرمایا:

((یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰی كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلٰی یَا رَسُولَ اللّٰہِ! قَالَ: قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ))

''اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا' ضرور اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا' کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ (یعنی نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کچھ کرنے کی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ)۔'' [مسلم (۲۷۰۴) کتاب الذکر والدعاء : باب استحباب خفض الصوت بالذکر' بخاری (۲۳۸۴)]

44- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ألا أُعَلِّمُك - أو قَالَ - ألا أُدُلّك عَلَى كلمة من تحت العرش، من كنز الجنّة؟ تقول: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ. فيقول الله عزّ وجلّ: أسلمَ عَبْدِي وَاسْتَسْلَمَ))

''کیا میں تمہاری ایسے کلمے پر رہنمائی نہ کروں جو عرش کے نیچے جنت کا خزانہ ہے؟ (وہ یہ ہے کہ) تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اللہ عزوجل (جواب میں) فرماتے ہیں' میرا بندہ مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔'' [مستدرک حاکم (۱/۲۱) بسند صحیح]

فوائد: "حول" بھی قدرت وطاقت کو ہی کہتے ہیں اور "قوت" کا مفہوم بھی یہی ہے۔ البتہ یہاں دعا "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" میں اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے کہ "نہ تو گناہ سے بچنے کی کوئی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی کوئی طاقت ہے مگر صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی۔"

نیک عمل کرتے ہوئے موت آنا

45- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

"جس شخص نے رضائے الٰہی کے لیے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے رضائے الٰہی کے لیے ایک دن روزہ رکھا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے رضائے الٰہی کی خاطر کوئی چیز صدقہ کی پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" [صحیح: أحکام الجنائز (ص ۵۸)أحمد (۵/ ۳۹۱)فتح الباری (۶/ ۴۳)]

فوائد: انسان کو نیک عمل کرتے ہوئے موت کیسے آسکتی ہے؟ یقیناً صرف اسی صورت میں کہ وہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کوئی نہ کوئی نیک عمل کرتا رہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ((يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ)) [آل عمران: ۱۰۲] "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔" اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہر اس کام سے بچیں جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر وہ عمل اپنائیں جسے اپنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

وفات کے وقت توحید الٰہی کا اقرار کرنا

46- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَلَا شَرِيكَ لِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا لِي الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ ثُمَّ قَالَ الْأَغَرُّ شَيْئًا لَمْ أَفْهَمْهُ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مَا قَالَ فَقَالَ مَنْ رُزِقَهُنَّ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ))

''جب بندہ ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ (جواب میں) کہتے ہیں' میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ جب بندہ ''لا الہ الا اللہ وحدہ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں' میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اکیلا ہوں۔ جب بندہ ''لا الہ الا اللہ لا شریک لہ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں' میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور نہ ہی کوئی میرا شریک ہے۔ جب بندہ ''لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں' میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں' میرے لیے ہی بادشاہت ہے اور میرے لیے ہی ساری تعریف ہے۔ جب بندہ کہتا ہے ''لا الہ الا اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں' میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے مگر میری مدد کے ساتھ ہی۔

ابو اسحٰق (راوی) بیان کرتے ہیں کہ پھر اغر نے کچھ کہا جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے ابو جعفر سے دریافت کیا کہ اس نے کیا کہا تو انہوں نے کہا' جسے وفات کے وقت یہ کلمات عطا کر دیئے گئے (یعنی یہ کلمات کہنے کی توفیق عطا کر دی گئی) اسے آتش دوزخ نہیں چھو سکے گی (بلکہ

وہ جنت میں داخل ہوگا' اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں سے بنائے)۔"[صحیح: صحیح ابن ماجہ' ابن ماجہ (۳۷۹۴) کتاب الأدب: باب فضل لا الہ الا اللہ' الصحیحة (۱۳۹۰)]

وفات کے وقت کلمہ پڑھنا

47- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

"جس شخص کا (دنیا سے رخصت ہوتے وقت) آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"[صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود (۳۱۱۶) کتاب الجنائز: باب فی التلقین' ترمذی (۹۷۷)]

خلوصِ دل سے کلمے کی شہادت دینا

48- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مخلصاً مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّة))

"جس نے خلوصِ دل سے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔"[صحیح: السلسلة الصحیحة (۲۳۵۵)]

فوائد: اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی انسان محض اپنی زبان سے ہی یہ شہادت دے دے اور پھر جو مرضی گناہ کے کام بھی کرتا پھرے' وہ جنتی ہے۔ بلکہ خلوصِ دل سے گواہی دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ شخص جیسے زبان سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کرتا ہے اسی طرح اپنے عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش کرے تب وہ جنت کا مستحق قرار پائے گا اور اگر زبان سے دعوے تو بہت ہوں مگر عملی طور پر عبادات میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرتا ہو یا شب وروز اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مصروف ہو تو پھر نجات مشکل ہے۔

جسم کے ۳۶۰ جوڑوں کا صدقہ دینا

49- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ ، مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِمِائَةِ مَفْصِلٍ ، فَمَنْ كَبَّرَ اللهَ ، وَحَمِدَ اللهَ ، وَهَلَّلَ اللهَ ، وَسَبَّحَ اللهَ ، وَاسْتَغْفَرَ اللهَ ، وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ ، أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ ، وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ ، أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ ، عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالثَّلَاثِمِائَةِ السُّلَامَى ، فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ))

''اولادِ آدم میں سے ہر انسان کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ پس جس نے اللہ اکبر کہا' الحمد للہ کہا' لا الہ الا اللہ کہا' سبحان اللہ کہا' استغفر اللہ کہا' لوگوں کے راستے سے کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی کو ہٹایا' نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا' یہ عمل اس نے (جسم کے) ۳۶۰ جوڑں کی تعداد کے برابر کیے تو وہ اس روز اس حال میں شام کرے گا کہ اس نے یقیناً اپنے آپ کو نارِ جہنم سے بچا لیا ہوگا۔'' [مسلم (۱۰۰۷) کتاب الزکاۃ : باب بیان أن اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف]

فوائد: جسم کے ۳۶۰ جوڑوں کا حق مختلف اذکار و اعمال کے ذریعے ادا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ بطورِ مثال ان میں سے چند ایک کا ذکر درج بالا حدیث میں کیا گیا ہے۔ لیکن ایک عمل ایسا ہے جو اکیلا ہی ۳۶۰ جوڑوں کا حق ادا کر سکتا ہے اور وہ نماز اشراق کی دو رکعتیں ہیں (یعنی چاشت کی نماز جو سورج کے قدرے بلند ہو جانے کے بعد ادا کی جاتی ہے) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''تم میں سے ہر شخص کے (۳۶۰ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے' الحمد للہ کہنا صدقہ ہے' لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے' اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے' برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کاموں سے چاشت کی دو رکعت نماز کفایت کر جاتی ہے۔'' [مسلم (۷۲۰) کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا : باب استحباب صلاۃ الضحی وأن أقلھا رکعتان ' ابو داود (۱۲۸۵)]

بحالت ایمان موت آنا

50- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ ، وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ، الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ))

''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اسے آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح پیش آئے جیسے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ پیش آئیں۔'' [مسلم (۱۸۴۴) کتاب الامارۃ: باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلفاء الأول فالأول]

فوائد: ایک حدیث میں تو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ (مکمل) مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' [مسلم (۴۵) کتاب الایمان: باب الدلیل علی أن من خصال الایمان أن یحب لأخیہ المسلم ما یحب لنفسہ ' بخاری (۱۳)] اگرچہ بظاہر یہ کام مشکل ہے مگر جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور جو دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں ان پر کوئی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

روزہ' اتباعِ جنازہ' مسکین کو کھلانا اور مریض کی عیادت کرنا

51- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا. قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

''رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا' تم میں سے کس نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' تم میں سے کس نے آج کسی جنازے کی اتباع کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے۔ پھر آپ ﷺ

نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا 'میں نے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس شخص میں بھی یہ کام جمع ہو گئے وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

[مسلم (۱۰۲۸) کتاب الزکاۃ: باب من جمع الصدقة وأعمال البر]

فوائد: روزہ' مسکین کو کھلانا اور مریض کی عیادت کے متعلق کچھ بیان پیچھے گزر چکا ہے اور کچھ آئندہ مختلف عنوانات کے تحت آئے گا۔ البتہ جنازوں کے پیچھے چلنے کے متعلق فرمانِ نبوی ہے کہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے جنازے کے پیچھے چلے۔ [بخاری (۱۲۴۰) کتاب الجنائز' مسلم (۲۱۶۲)] اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جنازوں کے پیچھے چلو۔[أحکام الجنائز للألبانی (ص: ۸۷) احمد (۲۷/۳)] ان احادیث کی وجہ سے اہل علم نے جنازوں کے پیچھے چلنا واجب قرار دیا ہے۔لیکن یہ وجوب کفائی ہے یعنی اگر اتنے افراد جنازے کے ساتھ چلتے ہیں اور اس میں شرکت کرتے ہیں جو کافی ہوں تو باقی تمام اہل علاقہ سے وجوب ساقط ہو جائے گا اور اگر اتنے افراد جنازے میں شرکت نہیں کرتے جو کافی ہوں تو سب اہل علاقہ گناہگار رہوں گے۔

جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے کیونکہ اتباع کا یہی مفہوم ہے۔ البتہ اگر کوئی جنازے کے دائیں' یا بائیں یا آگے چلتا ہے تو اس کا بھی جواز موجود ہے۔[صحیح ابو داود (۲۷۲۳) کتاب الجنائز' ابن ماجه (۱۴۸۱) ابو داود (۳۱۸۰)]

جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے جیسا کہ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنازوں کے قریب اونچی آواز کو ناپسند فرماتے تھے۔''[بیهقی (۴/۷۴) أبو نعیم (۵۸/۹)]

جنازے پر قرآنی آیات سے مزین چادر ڈالنا درست نہیں جیسا کہ مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ اپنے ایک فتوے میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگ جنازوں پر ایسی چادریں ڈال دیتے ہیں جن میں قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں' انہیں نہ ڈالنا اور ان سے بچنا واجب ہے' بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے حالانکہ یہ غلطی اور گناہ ہے اور شریعتِ مطہرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔[مجموع الفتاوی لابن باز (۱۸۴/۱۳)] جنازے کے مسائل و احکام کی مزید تفصیل جاننے کے لیے

راقم الحروف کی دوسری کتاب ''جنازے کی کتاب'' کا مطالعہ کیجئے۔

ہمیشہ اچھی بات کرنے کی کوشش کرنا

52- علقمہ بن وقاصؒ بیان کرتے ہیں کہ

((مَرَّ بِهِ رَجُلٌ لَهُ شَرَفٌ فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ إِنَّ لَكَ رَحِمًا وَإِنَّ لَكَ حَقًّا وَ إِنِّي رَأَيْتُكَ تَدْخُلُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْأُمَرَاءِ وَتَتَكَلَّمُ عِنْدَهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَتَكَلَّمَ بِهِ وَ إِنِّي سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللَّهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِهَا سُخْطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ" قَالَ عَلْقَمَةُ فَانْظُرْ وَيْحَكَ مَاذَا تَقُولُ وَمَاذَا تَكَلَّمُ بِهِ فَرُبَّ كَلَامٍ قَدْ مَنَعَنِي أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ مَا سَمِعْتُ مِنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ))

''ان کے قریب سے ایک معزز آدمی گزرا تو انہوں نے اسے کہا' بلاشبہ تمہارے تعلقات اور حقوق ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ تم ان امراء کے پاس جاتے ہو اور جو اللہ کی منشاء ہوتی ہے ان سے کلام کرتے ہو اور یقیناً میں نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے ساتھی' سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک تم میں سے ایک اللہ کی رضامندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے اور اسے یہ گمان ہی نہیں ہوتا کہ وہ کلمہ رضائے الٰہی کی کس حد کو پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اسی کلمے کی وجہ سے اس کے لیے روزِ قیامت اپنی رضامندی لکھ دیتے ہیں اور بے شک تم میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی کلمہ کہتا ہے اور اسے یہ گمان ہی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کس حد کو پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اسی کلمے کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس پر اپنی ناراضگی لکھ دیتے ہیں۔

علقمہؒ نے کہا' (اس حدیث کی وجہ سے) تم دیکھا کرو کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور کیا کلام کر

رہے ہو؟ کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جنہیں بیان کرنے سے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی اس حدیث کی وجہ سے میں رک گیا ہوں۔" [**صحیح** : صحیح ابن ماجہ' ابن ماجه (۳۹۶۹) كتاب الفتن : باب كف اللسان في الفتنة]

53- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ))

"بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی ایسا کلمہ کہتا ہے جس کی وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا (مگر) اللہ تعالیٰ اسی کی وجہ سے اسے درجات میں بلند فرما دیتے ہیں اور بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہتا ہے جس کی وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا (مگر) اللہ تعالیٰ اسی کی وجہ سے اسے جہنم میں گرا دیتے ہیں۔" [بخاری (۶۴۷۸) كتاب الرقاق : باب حفظ اللسان وقول النبي : من كان يومن بالله واليوم الآخر فليقل خير أو ليصمت]

اپنی کوشش سے زیادہ اللہ پر توکل کرنا

54- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا : مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ ، وَلَا يَكْتَوُونَ ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))

"میری امت کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ ایسے لوگ ہیں جو دم طلب نہیں کرتے' بدشگونی اختیار نہیں کرتے اور داغ نہیں لگواتے (بلکہ) اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔" [مسلم (۲۱۸) كتاب الايمان : باب الدليل

علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب' أبو عوانة (۱/۸۷)]

فوائد: مراد یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کمال توکل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی تعلق کی وجہ سے دم یا داغ (علاج کی ایک قسم) طلب نہیں کرتے' ہاں اگر کوئی خود انہیں دم وغیرہ کر دے تو یہ اور بات ہے۔اسی طرح بدشگونی نہیں پکڑتے' بدشگونی سے مراد ہے کسی چیز کو منحوس اور باعثِ نقصان سمجھنا' مثلاً کالی بلی کا راستے میں آگے سے گزر جانا' شیشہ ٹوٹ جانا اور تصویر گر جانا وغیرہ۔یہ لوگ ایسے ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں خواہ آگے سے کالی بلی گزرے یا کچھ اور۔ان کا یہ عقیدہ ہے کہ نفع نقصان پہنچانے والی ذات صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں اور اسی کے قبضہ ٔ قدرت میں کائنات کی ہر چیز ہے۔

قاضی کا برحق بات تک پہنچ کر اس کے مطابق فیصلہ کرنا

55- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ ؛ فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ ، فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ ، فَجَارَ فِي الْحُكْمِ ، فَهُوَ فِي النَّارِ ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ))

''قاضی تین طرح کے ہیں' جن میں سے ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے۔جو جنت میں جائے گا وہ ایسا شخص ہے جس نے حق کو جان لیا اور پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا۔اور (جہنم میں جانے والا وہ ہے) جس نے حق کو جان لیا مگر فیصلے میں ظلم کر دیا تو جہنم میں جائے گا اور (اسی طرح) جس نے (بغیر تحقیق و تفتیش کے) جہالت پر ہی لوگوں (کے معاملات) کا فیصلہ کر دیا وہ جہنم میں جائے گا۔'' [**صحیح:** صحیح ابو داود' ابو داود (۳۵۷۳) کتاب الأقضیة: باب في القاضي یخطیء' ابن ماجه (۲۳۱۵)]

فوائد: قاضی ایسے شخص کو کہتے ہیں جسے لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو جیسا کہ دورِ حاضر میں جج وغیرہ ہیں' نیز اس میں علاقوں کے والی یا حکمران (ناظم وغیرہ) بھی شامل ہیں کیونکہ وہ بھی لوگوں کے اختلاف و نزاع کا فیصلہ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنے والا اور بلاتحقیق فیصلہ کرنے والا قاضی روزِ قیامت جہنم کی آگ سے نہیں بچ پائے گا۔اس لیے فیصلہ کرنے والے کو نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے عہدۂ قضاء سے ڈراتے ہوئے یہاں تک فرمایا ہے کہ ''جسے لوگوں کے درمیان قاضی مقرر کیا گیا وہ بغیر چھری کے ہی ذبح کر دیا گیا۔'' [صحیح ابو داود' ابو داود (۳۵۷۲) کتاب الأقضية : باب في طلب القضاء' ابن ماجه (۲۳۰۸)]

لہٰذا عہدۂ قضاء پر فائز شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی اس عظیم ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت سمجھے اور عدل وانصاف سے کام لے' ایسا کرنے سے اللہ کی مدد بھی شامل حال رہتی ہے' بصورتِ دیگر شیطان حملہ آور ہو جاتا ہے۔حدیث نبوی ہے کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتے ہیں جب تک وہ (فیصلہ کرنے میں) ظلم و ناانصافی نہیں کرتا اور جب وہ ظلم و زیادتی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اسے شیطان چمٹ جاتا ہے۔'' [صحیح ترمذی' ترمذی (۱۳۳۰) کتاب الأحكام: باب ما جاء في الامام العادل]

علاوہ ازیں ایک حدیث میں فیصلہ کرنے کا یہ ادب بھی سکھایا گیا ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے والا غصہ کی حالت میں ہرگز فیصلہ مت کرے۔ [مسلم (۱۷۱۷) کتاب الأقضية : باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان' ابو داود (۳۵۸۹)] لہٰذا اسے بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

لین دین کے معاملات میں نرم برتاؤ کرنا

56- عطاء بن فروخ ''قریشیوں کے آزاد کردہ غلام' بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ عُثْمَانَ رضى الله عنه اشْتَرَى مِنْ رَجُلٍ أَرْضًا ، فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ فَلَقِيَهُ ، فَقَالَ لَهُ : مَا مَنَعَكَ مِنْ قَبْضِ مَالِكَ ؟ قَالَ : إِنَّكَ غَبَنْتَنِي ، فَمَا أَلْقَى مِنَ النَّاسِ أَحَدًا إِلاَّ وَهُوَ يَلُومُنِي قَالَ : أَوَ ذَلِكَ يَمْنَعُكَ ؟ قَالَ : نَعَمْ قَالَ : فَاخْتَرْ بَيْنَ أَرْضِكَ وَمَالِكَ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا))

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے زمین خریدی' پھر اس نے (طے شدہ رقم لینے

میں) تاخیر کر دی' پھر وہ آپ سے ملا تو آپ نے اسے کہا' تمہیں تمہارا مال لینے سے کس چیز نے روک دیا تھا؟ اس نے کہا' آپ نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے' میں جس آدمی سے بھی ملتا ہوں وہ مجھے ملامت کرتا ہے۔ آپ نے کہا' کیا یہ چیز تمہیں روکے ہوئے تھی؟ اس نے کہا' ہاں۔ تو آپ نے کہا اپنی زمین اور اپنے مال میں سے (جسے چاہو) پسند کر لو (یعنی اگر زمین واپس لینا چاہو تو لے لو اور اگر رقم لینا چاہو تو وہ لے لو) پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جنت میں داخل فرمائیں گے جو خریدتے وقت' فروخت کرتے وقت' ادائیگی کرتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔'' [**حسن** : صحیح الجامع الصغیر (۲۴۳)]

تکبر' خیانت اور قرض سے بچنا

57- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ، وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ : مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ))

''جو روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں یعنی تکبر' خیانت اور قرض سے بری تھی تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔'' [**صحیح** : صحیح ابن ماجہ ' ابن ماجہ (۲۴۱۲) کتاب الصدقات : باب التشدید فی الدین' ترمذی (۱۵۷۲)]

فوائد: تکبر کی تعریف حدیث میں یوں کی گئی ہے کہ ((بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)) ''حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا۔'' دراصل یہ وضاحت آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی جب آپ نے فرمایا ''ایسا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔'' یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا' آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ تکبر ہے)؟ آپ نے فرمایا' یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے' خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ حق کا انکار کیا جائے (یعنی اللہ اور رسول کا حکم جاننے کے بعد بھی اس سے منہ موڑا جائے) اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔ [مسلم (۹۱) کتاب الایمان : باب تحریم الکبر وبیانہ' ابو داود (۴۰۹۱)] کبریائی کو

اللہ تعالیٰ نے اپنی چادر کہا ہے اور یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ جو مجھ سے اسے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ [مسلم (۲۶۲۰) کتاب البر والصلة والآداب : باب تحریم الکبر] جہنم میں جانے والے لوگوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ متکبر ہوں گے۔ [بخاری (۴۹۱۸) کتاب تفسیر القرآن : باب عتل بعد ذلک زنیم' مسلم (۲۸۵۳)] اور روزِ قیامت جن تین افراد سے اللہ تعالیٰ نہ کلام کریں گے' نہ ان کا تزکیہ فرمائیں گے اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے بلکہ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے' ان میں ایک متکبر فقیر ہوگا۔ [مسلم (۱۰۷) کتاب الایمان : باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة]

''غلول'' سے مراد مالِ غنیمت میں خیانت ہے یعنی اس کی تقسیم سے پہلے ہی بغیر اجازت کچھ لے لینا۔ یہ حرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا۔'' [آل عمران : ۱۶۱] ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غلام بطورِ ہدیہ دیا جس کا نام مدعم تھا۔ ایک دفعہ مدعم رسول اللہ ﷺ کا کجاوا اتار رہا تھا کہ ایک تیر اسے آ کر لگا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے' اس کو جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہرگز نہیں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن مالِ غنیمت سے قبل از تقسیم پکڑ لی تھی اس پر آگ بن کر شعلہ مار رہی ہے۔ جب لوگوں نے اس بات کو سنا ایک آدمی (خیانت کا) ایک تسمہ یا دو تسمے نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' ایک تسمہ یا دو تسمے بھی آگ سے ہیں۔ [بخاری (۴۲۳۴) کتاب المغازی : باب غزوة خیبر' مسلم (۱۱۵)]

قرض لینا دینا جائز ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ قرض میں تاخیر سے بچنا چاہیے کیونکہ موت کسی لحہ بھی آ سکتی ہے اور پھر یہ قرض روزِ قیامت قرض خواہ کو نیکیاں دینے یا اس کے گناہ لینے کی صورت ادا کرنا ہوگا' اسی طرح قرض لے کر اس پر ناجائز قبضہ کر لینا یا اگر جس سے قرض لیا ہے وہ بھول گیا ہے یا وہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے دوسرے کسی رشتہ دار کو اس قرض دی ہوئی رقم کا علم بھی نہیں تو قرض ادا نہ کرنا بلکہ اس بات کو چھپا ہی لینا۔ ایسے تمام کاموں سے بچنا چاہیے کیونکہ روزِ قیامت اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اپنے حقوق معاف فرما دیں گے لیکن بندوں کے حقوق معاف نہیں

ہوں گے۔ پھر وہاں جس کا جو مال بھی ناجائز طریقے سے ہڑپ کیا ہوگا' اسے واپس ادا کرنے کے لیے وہ مال نہیں ہوگا بلکہ جس کا جتنا حق کھایا ہوگا اسے اس کے برابر نیکیاں دینی ہوں گی اور اگر نیکیاں ختم ہو گئیں تو اس کے برابر اس سے گناہ لینے ہوں گے۔ پھر اس طرح کتنے ہی نمازی' روزہ دار' حاجی اور سخی حضرات جنت میں جاتے جاتے جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق دے۔ (آمین)

عمدہ کلام کرنا' کھانا کھلانا' روزے رکھنا اور تہجد پڑھنا

58- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا. فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ. فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا نَبِيَّ اللهِ؟ قَالَ: هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ))

''بلاشبہ جنت میں ایسے محلات ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے دیکھا جا سکتا ہے اور اندر کا حصہ باہر سے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا' اے اللہ کے نبی! یہ محلات کن کے لیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ ایسے لوگوں کے لیے ہیں جنھوں نے عمدہ کلام کیا' (دوسروں کو) کھانا کھلایا' (نفلی) روزوں کی پابندی کی اور رات کو اس وقت رضائے الٰہی کی خاطر نماز ادا کی جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔'' [**حسن**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۵۲۷) کتاب صفة الجنة: باب ما جاء فی صفة غرف الجنة]

سلام کو عام کرنا

59- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ بن جاؤ اور تم اس وقت

تک مومن نہیں بن سکتے جب تک تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اسے اختیار کر لو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو؟ (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' [مسلم (۵۴) کتاب الایمان : باب بیان أنه لا یدخل الجنة الا المؤمنون وأن محبة المؤمنین من الایمان]

مصیبت زدہ کو تسلی دینا

60- عبداللہ بن ابی بکرؒ اپنے والد ابوبکر بن محمدؒ اور وہ اپنے دادا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلاَّ كَسَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''جو کوئی مسلمان اپنے مصیبت زدہ بھائی کو تسلی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت عزت کا لباس پہنائیں گے۔'' [**حسن** : صحیح ابن ماجه (۱۶۰۱) کتاب الجنائز : باب ما جاء فی ثواب من عزی مصابا' صحیح الجامع الصغیر (۵۷۵۲)]

فوائد: تسلی دینے کے لیے عربی میں ''تعزیۃ'' کا لفظ مستعمل ہے' جسے اردو میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بھی کسی کے ہاں کوئی مصیبت و آزمائش آتی یا کسی کا کوئی رشتہ دار' عزیز فوت ہوتا تو اس کی تعزیت کے لیے جاتے۔ حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی کا بچہ فوت ہوا تو آپ نے اس کی تعزیت کی۔ [صحیح نسائی (۱۹۷۴) نسائی (۲۰۹۰) کتاب الجنائز : باب التعزیة] تعزیت کے مسنون الفاظ یہ ہیں: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے دیا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔'' [بخاری (۱۲۸۴) کتاب الجنائز' مسلم (۹۲۳)] یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہیے اور اس کا اکرام کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اٹھایا' اس کے سر پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور

ہر مرتبہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا' اے اللہ! جعفر کی اولاد میں اس کا جانشین پیدا فرما۔[أحکام الجنائز للألبانی (ص: ۲۱۲)] یہ بھی یاد رہے کہ تعزیت کے دوران چیخنا' چلانا یا گریبان چاک کرنا' جیسا کہ آج کل ہمارے معاشرے میں عام رواج ہے' حرام ہے۔فرمانِ نبوی ہے کہ ''جس نے (کسی کی موت پر) رخساروں کو پیٹا' گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں بکیں وہ ہم میں سے نہیں۔'' [بخاری (۱۲۹۴) کتاب الجنائز' مسلم (۱۰۳)]

اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہونا

61- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا فَلَهُ الْجَنَّةُ))

''جو شخص اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے ظلم و زیادتی کا شکار ہو کر قتل کر دیا جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' [**صحیح**: صحیح نسائی' نسائی (۴۰۸۶) کتاب تحریم الدم: باب من قتل دون ماله' ابن ماجه (۲۵۸۰) ابو داود (۴۷۷۲)]

فوائد: ایک حدیث میں اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیے جانے والے شخص کو شہید کہا گیا ہے۔ [بخاری (۲۴۸۰) کتاب المظالم: باب من قاتل دون ماله' مسلم (۱۴۱)]

۱۲ سال مسجد میں اذان دینا

62- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً))

''جس نے بارہ (۱۲) سال اذان دی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور اس کے لیے اس کی اذان کے بدلے ہر روز ساٹھ (۶۰) نیکیاں اور ہر اقامت کے بدلے تیس (۳۰) نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔'' [**صحیح**: صحیح ابن ماجه' ابن ماجه (۷۲۸) کتاب الأذان والسنة فيها: باب فضل الأذان وثواب المؤذنين' صحیح الجامع الصغیر (۶۰۰۲)]

شوہر کی فرمانبرداری

63- حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ عَمَّةً لَهُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَفَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ! قَالَ: كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟ قَالَتْ: مَا آلُوهُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ، قَالَ: فَانْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ))

''ان کی پھوپھی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم اپنے شوہر سے کیسا رویہ برتتی ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے کبھی اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں کمی نہیں کی الا کہ جو میری طاقت سے باہر ہو۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ تم اس کی نظر میں کیسی ہو؟ (خبردار!) وہ تمہاری جنت (اس کی اطاعت کے بدلے میں) اور جہنم (اس کی نافرمانی کے بدلے میں) ہے۔'' [صحیح: صحیح الترغیب (۱۹۳۳) کتاب النکاح، احمد (۳۴۱/۴) نسائی (۷٦)]

فوائد: عورت پر مرد کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے گھر میں حکمران کی حیثیت دی ہے اور اس کا درجہ عورت سے بلند رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی نافرمان ہو وہ جب تک اس کی فرمانبرداری کی طرف نہ لوٹ آئے اس کی نماز اس کے سر سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی قبولیت کے درجہ تک نہیں پہنچتی)۔ [صحیح الترغیب (۱۹۴۸) کتاب النکاح] مگر یہاں یہ بھی یاد رہے کہ عورت پر مرد کے صرف اسی حکم کی فرمانبرداری لازم ہے جو کسی جائز کام میں ہو۔ اگر مرد عورت کو کسی ناجائز کام کے کرنے کا حکم دے مثلاً اسے کہے کہ نماز نہ پڑھ' قبر پر سجدہ کر' اپنے رشتہ داروں سے تعلق توڑ دے وغیرہ وغیرہ، تو ایسے ناجائز کاموں میں اس پر شوہر کی اطاعت ضروری نہیں۔ ارشادِ نبوی ہے کہ ''خالق کی نافرمانی (والے کام) میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔'' [صحیح الجامع الصغیر (۷۵۲۰)]

عورت کا نماز' روزہ' پاکدامنی اور شوہر کی اطاعت کی پابندی کرنا

64- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا ، وَصَامَتْ شَهْرَهَا ، وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا ، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا ، دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ))

''جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے' ماہِ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے' اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔'' [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (٦٦٠) ابن حبان (١٢٩٦)]

صدمے کی ابتدا میں صبر کرنا

65- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ : ابْنَ آدَمَ ! إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى ، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ))

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں' اے آدم کے بیٹے ! اگر تُو پہلے صدمے کے وقت صبر کرے گا اور ثواب کی نیت رکھے گا تو میں بدلے میں تجھے صرف جنت ہی عطا کروں گا۔'' [حسن: صحیح ابن ماجه' ابن ماجه (١٥٩٧) كتاب الجنائز : باب ما جاء في الصبر على المصيبة]

فوائد: اگر کوئی مصیبت پہنچے تو فوری طور پر اسے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے صبر وثبات کا مظاہرہ کرنا چاہیے' یہی صبر محمود ہے' جس کی کتاب وسنت میں فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جبکہ ایسا صبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ انسان مصیبت کے وقت تو چیخ وپکار کر لے' جزع فزع کر لے' نوحہ خوانی کر لے' رو پیٹ لے' گالیاں بک لے اور جب تھک جائے تو صبر شروع کر دے۔ ایسے صبر کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی عورت پر سے ہوا جو ایک قبر پر بیٹھ کر رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ سے ڈر جا اور صبر کر۔ اس نے کہا' مجھ سے دور ہو جاؤ یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔ اس نے آپ کو نہ پہچانا۔ پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ گھبرا گئی اور آپ کے دروازے پر پہنچی۔ وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا۔ پھر اس نے عرض کیا' میں آپ کو پہچان نہیں سکی تھی۔ تو آپ نے فرمایا ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)) ''صبر تو جب صدمہ شروع ہو اس وقت کرنا

چاہیے۔'' [بخاری (۱۲۸۳) کتاب الجنائز' مسلم (۹۲۶)]

دونوں آنکھوں سے نابینے شخص کا صبر کرنا

66- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

((إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ))

''جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں میں (یعنی دونوں آنکھیں چھین کر) آزماتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان دونوں کے بدلے اسے جنت عطا کروں گا۔'' [بخاری (۵۶۵۳) کتاب المرضی: باب فضل من ذهب بصره]

اولاد کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کرنا

67- حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ: أَحَبَّكَ اللَّهُ كَمَا أُحِبُّهُ، فَمَاتَ فَفَقَدَهُ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: مَا يَسُرُّكَ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهُ يَسْعَى يَفْتَحُ لَكَ))

''ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا' کیا تو اس سے محبت کرتا ہے؟ اس نے (دعائیہ انداز میں) عرض کیا' اللہ تعالیٰ آپ سے (مزید) محبت کرے جیسے میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی میں اس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں)۔ پھر وہ بچہ فوت ہو گیا اور اس نے اسے گم پایا تو آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا' کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو (قیامت کے روز) جنت کے دروازوں میں سے ایک دروزے کے قریب آئے اور اسے اس کے پاس پائے اور وہ تیرے لیے (جنت کا دروازہ) کھولے۔'' [**صحیح**: صحیح نسائی' نسائی (۱۸۷۰) کتاب الجنائز: باب الأمر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة]

68- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ : نَعَمْ فَيَقُولُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ : نَعَمْ ، فَيَقُولُ : مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ : حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ : ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ : بَيْتَ الْحَمْدِ))

''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ کہتے ہیں' ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں' تم نے اس کے دل کے پھل کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ کہتے ہیں' ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں' میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں (بچے کی وفات پر بھی) اس نے (اے اللہ!) تیری تعریف ہی کی اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں' میرے اس (صبر کرنے والے) بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔''

[**حسن** : صحیح ترمذی' ترمذی (۱۰۲۱) کتاب الجنائز : باب فضل المصیبة اذا احتسب' صحیح الترغیب (۲۰۱۲)]

69- حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ ، لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ ، مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ))

''جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جاتے ہیں (وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو وہ تینوں جنت کے آٹھوں دروازوں پر اس کا استقبال کریں گے اور وہ جس سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔'' [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (۵۷۷۲) ابن ماجه (۱۶۰۴) کتاب الجنائز]

70- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا

أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ))

''لوگوں میں سے جس مسلمان کے بھی تین نابالغ بچے فوت ہو جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی خاص رحمت وفضل کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔''[بخاری (١٣٨١) کتاب الجنائز: باب ماقیل فی أولاد المسلمین]

محبوب شخص کی وفات پر صبر کرنا

71- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ))

''جب میں اپنے بندے کی محبوب ترین شخصیت (بیوی' بیٹا' باپ' یا بھائی وغیرہ) فوت کر دیتا ہوں' پھر وہ (اس پر صبر کرتا ہے اور) اجر وثواب کی نیت رکھتا ہے تو میرے پاس اپنے اس مومن بندے کے لیے سوائے جنت کے اور کوئی جزا نہیں۔''[بخاری (٦٤٢٤) کتاب الرقاق: باب العمل الذی یبتغی به وجه اللّٰه]

مریض کی عیادت کرنا

72- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ))

''جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت اس کی عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں باغ (بنا دیا جاتا) ہے۔''[**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (٩٦٩) کتاب الجنائز: باب ما

جاء فی عیادۃ المریض' ابو داود (۳۰۹۸)]

73- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ قِيلَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: جَنَاهَا))

''جس نے کسی مریض کی عیادت کی وہ (جب تک عیادت میں مصروف ہوتا ہے) جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا' اے اللہ کے رسول! جنت کے باغیچے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جنت کے چنے ہوئے پھل۔'' [مسلم (۲۵۶۸) کتاب البر والصلة والأداب: باب فضل عیادۃ المریض]

بچوں کی نیک تربیت کرنا

74- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ : أَنَّى هٰذَا؟ فَيُقَالُ : بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ))

''بلاشبہ جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ دریافت کرتا ہے کہ یہ کیسے ہوا؟ اسے جواب دیا جاتا ہے' تیرے لیے تیری اولاد کے استغفار کرنے کی وجہ سے۔'' [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (۱۶۱۷) ابن ماجه (۳۶۶۰) کتاب الأدب: باب بر الوالدین' السلسلة الصحیحة (۱۵۹۸)]

فوائد: اولاد اگر نیک ہو تو والدین کی وفات کے بعد والدین کے لیے دعائیں اور استغفار کرتی ہے اور خود بھی اعمالِ صالحہ بجالاتی ہے' جس سے والدین کی نیکیوں میں مزید اضافہ اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ وہی اولاد والدین کے لیے استغفار اور دیگر اعمالِ صالحہ کے ذریعے نجات کا باعث بنتی ہے جس کی تربیت والدین نے اپنی زندگی میں اچھی کی ہو' جسے دین سکھایا ہو' جسے اسلامی احکامات پر عمل کی مشق کرائی ہو۔ لیکن اگر اولاد کو زندگی میں دین سے دور رکھا ہو' اسے ہر برا کام سکھایا ہو' اسے ڈراموں' فلموں اور فحش دیکھنے سننے کا خوگر بنایا ہو تو وہ کیسے والدین کے لیے ذریعہ نجات بنے

گی؟ بلکہ اس کے برعکس ایسی اولاد والدین کے نامۂ اعمال میں گناہوں کے اضافے کا باعث ہوگی۔ کیونکہ والدین کو دنیا میں یہ حکم تھا کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم کی آگ سے بچائیں۔ جب انہوں نے ایسا نہ کیا اور اولاد کو جہنم کے راستے پر چلا دیا' تو اولاد ان کے سکھانے یا ان کی اجازت یا ان کی چھوٹ کی وجہ سے جتنے گناہ کرے گی سب کا وبال والدین پر ہوگا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی اولاد کی نیک تربیت کریں' اسے کتاب وسنت کی تعلیم دلائیں' اسے متقی و راست باز مسلمان بنائیں تاکہ وہ ہماری وفات کے بعد ہمارے لیے صدقہ جاریہ اور ہماری نجات کا سبب بن سکے۔

والدین کی اطاعت اور ان سے حسن سلوک

75- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ : إِنَّ لِيَ امْرَأَةً ، وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلاَقِهَا ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ))

''ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا' بلاشبہ میری ایک بیوی ہے اور میری والدہ مجھے اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کا بہترین اور بلندترین دروازہ ہے (یعنی تمہارے جنت میں داخل ہونے کا بہترین ذریعہ ہے)' اگر تم چاہو تو اسے (اس کی نافرمانی کر کے) ضائع کرلو یا (اس کی اطاعت کر کے) اس کی حفاظت کرلو۔'' [**صحیح** : صحیح ترمذی' ترمذی (١٩٠٠) کتاب البر والصلة' ابن ماجه (٣٦٦٣)]

فوائد: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے' جس سے اطاعتِ والدین کی اہمیت عیاں ہے' اسی طرح احادیث میں بھی والدین کی خدمت واطاعت کی خوب ترغیب دلائی گئی ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہر ناجائز کام میں بھی والدین کے حکم کو تسلیم کیا جائے۔ بلکہ

اطاعت صرف معروف میں ہے گناہ کے کاموں میں نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ((وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا)) [لقمان : ۱۵] ''اگر وہ دونوں (یعنی ماں اور باپ) تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تُو ان کا کہنا نہ ماننا' ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرنا۔''

اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دی جائے گی یا نہیں؟ تو اس کے متعلق زیادہ مناسب رائے یہ ہے کہ اگر تو بیوی میں کوئی شرعی عیب ہو مثلاً وہ کسی اجنبی سے میل ملاقات رکھتی ہو یا کوئی اور اخلاقی جرم میں ملوث ہو تو والدین کے حکم پر اسے طلاق دینا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر ابن عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کو طلاق کا حکم دیا تھا۔ لیکن اگر کوئی عورت ہر لحاظ سے درست ہو اور والدین محض بیٹے کی اس سے بے پناہ محبت دیکھ کر جلتے ہوں اور اسے طلاق دینے کا مطالبہ کرتے ہوں تو ایسی صورت میں والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دینا کسی طور پر درست نہیں بالخصوص جب وہ دینی واخلاقی اعتباد سے بھی کمال درجہ کی ہو۔ عرب علماء میں سے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا یہی فتویٰ ہے۔ [اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''فقہ الحدیث'' یا دوسری کتاب ''طلاق کی کتاب'' کا مطالعہ کیجیے۔]

76- حضرت جاہمہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ! أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ، وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ ؟ فَقَالَ : هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ ؟، قَالَ : نَعَمْ قَالَ : فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا))

''وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میرا جہاد میں شرکت کا ارادہ ہے اور آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا' کیا تیری والدہ موجود ہے؟ اس نے کہا' ہاں۔ آپ نے فرمایا' اس (کی خدمت کو) لازم پکڑ اس لیے کہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔'' [**حسن صحیح**: صحیح نسائی' نسائی (۳۱۰۴) کتاب الجهاد: باب

الرخصة في التخلف لمن له والدة' صحيح الترغيب (۲۴۸۵)]

فوائد: یہ حکم ایسی صورت کے متعلق ہے جب جہاد فرض عین نہ ہو اور والدین کو اس کی خدمت کی بھی شدید ضرورت ہو۔ البتہ جب جہاد فرض عین ہو جائے تو پھر والدین کی خدمت یا جہاد کے لیے والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔

واضح رہے کہ تین صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے (جیسا کہ امام ابن قدامہؒ نے نقل فرمایا ہے):

① جب لشکر آپس میں ٹکرانے لگیں تو ہر حاضر شخص پر جہاد فرض عین ہے۔

② جب کفار کسی شہر پر حملہ آور ہو جائیں تو دفاع کے لیے ان سے لڑائی کرنا فرض عین ہے۔

③ جب مسلمانوں کا امیر و حکمران سب کو نکلنے کا حکم دے دے تو سب پر فرض عین ہے۔ [المغني لابن قدامة (۳۴۶/۱)]

77- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ))

''پروردگار کی رضامندی والد کی رضامندی ہے اور پروردگار کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔'' [**صحیح**: صحيح ترمذي' ترمذي (۱۸۹۹) كتاب البر والصلة: باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين' السلسلة الصحيحة (۵۱۶)]

78- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِمْتُ فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِءٍ يَقْرَأُ ، فَقُلْتُ : مَنْ هَذَا ؟ فَقَالُوا : هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : كَذَلِكَ الْبِرُّ كَذَلِكَ الْبِرُّ ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ))

''میں سویا تو میں نے خود کو (خواب میں) جنت میں دیکھا' میں نے (وہاں) ایک قاری کی آواز سنی جو قرائت کر رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا' یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسی طرح نیکی (کا بدلہ) ہے' اسی طرح نیکی (کا

بدلہ) ہے۔ اور وہ (یعنی حارثہ) لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا۔'' [**اسنادہ صحیح**: مسند احمد (٢٥١٨٢) بتحقیق شعیب ارنائووط، مصنف عبدالرزاق (٢٠١١٩) ابن حبان (٧٠١٥)]

اپنے آپ کو لوگوں کی اچھی تعریف کے قابل بنانا

79- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا وَهُوَ يَسْمَعُ))

''جنت میں جانے والا شخص وہ ہے جس کے کانوں کو (اس کی زندگی میں ہی) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اچھی تعریف کے ساتھ بھر دیا اور وہ اسے سنتا ہے اور جہنم میں جانے والا وہ شخص ہے جس کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بری تعریف سے بھر دیا اور وہ اسے سنتا ہے۔'' [**حسن صحیح**: صحیح ابن ماجہ' ابن ماجہ (٤٢٢٤) کتاب الزھد: باب الثناء الحسن' صحیح الجامع الصغیر (٢٥٢٧)]

80- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ قَالَ عُمَرُ: فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقُلْتَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ))

''ایک جنازہ گزرا تو اس پر اچھی تعریف کی گئی' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا'

واجب ہوگئی۔ (پھر) ایک اور جنازہ گزرا تو اس پر بری تعریف کی گئی' اس پر نبی کریم ﷺ نے پھر تین مرتبہ فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ایک جنازہ گزرا' اس پر اچھی تعریف کی گئی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا' واجب ہوگئی۔ اسی طرح جب دوسرا جنازہ گزرا' اس کی بری تعریف کی گئی تو آپ نے پھر تین مرتبہ فرمایا کہ واجب ہوگئی (اس کا کیا مطلب ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص کی تم لوگوں نے اچھی تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے بری تعریف کی ہے اس کے لیے آگ واجب ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

[مسلم (۹۴۹) كتاب الجنائز: باب فيمن يثنى عليه خيرا أو شرا من الموتى' حاكم (۱/۳۷۷) أحمد (۳/۱۷۹) نسائی (۱۹۲۹)]

فوائد: لوگوں کی اچھی تعریف کے لائق بننے کے لیے انسان کو چاہیے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کرے اور اچھا اخلاق اپنائے۔ یقیناً یہی وہ بڑی بڑی دو چیزیں ہیں جنھیں اپنانے سے انسان لوگوں کی محبت حاصل کر لیتا ہے اور چھوڑ دینے سے لوگوں کی نفرت کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بیشتر فرامین کے ذریعے لوگوں کو حسن اخلاق اپنانے کی خوب ترغیب دلائی ہے جیسا کہ اس ضمن میں متعدد احادیث گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اپنے دل کو بغض و حسد سے پاک رکھنا

81- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ تَنْطُفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وَضُوئِهِ قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا. فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبِعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ

اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی غصہ یا جھگڑا نہیں ہے میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ابھی تم پر ایک جنتی آدمی ظاہر ہوگا تو تینوں مرتبہ تم ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس رہوں تا کہ تمہارا عمل دیکھ کر اس کی اقتداء کر سکوں۔ لیکن میں نے تمہیں کوئی بہت زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس وہ کون سی چیز ہے جس نے تمہیں اس مقام تک پہنچا دیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے؟

اس نے جواب دیا وہ تو سب کچھ یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مڑا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا' وہ سب کچھ تو یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے دھوکہ وفریب نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی ایک سے اس خیر کی وجہ سے حسد رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہوتی ہے۔ (یہ سن کر فوراً) عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اس مقام تک پہنچایا ہے اور اسی کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔''

[**اسنادہ صحیح**: مسند احمد (۱۲۶۹۷) بتحقیق شعیب ارنائووط]

فوائد: حسد کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس سے یہ نعمت چھن جائے یا اسے یہ نعمت کیوں ملی ہے وغیرہ۔ اس سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ ''ایک دوسرے کے خلاف بغض وعداوت نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو۔'' [بخاری (۶۰۶۵) کتاب الأدب' مسلم (۲۵۶۳)] قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حاسدوں کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ [الفلق: ۵]

حسد دنیا میں بے شمار گناہوں کا سبب بنا ہے جیسا کہ یہ بات معروف ہے کہ اس دنیا کا اولین گناہ (یعنی ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنا) حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو حسد کی وجہ سے ہی قتل کیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے ہی انہیں کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ یہودیوں کا نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانا بھی حسد کا ہی نتیجہ تھا اور آج بھی اَن گنت گناہ حسد کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے حسد سے بچنا بے شمار گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسد سے بچنے کی توفیق دے۔ (آمین)

اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی غصہ یا جھگڑا نہیں ہے میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ابھی تم پر ایک جنتی آدمی ظاہر ہوگا تو تینوں مرتبہ تم ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس رہوں تاکہ تمہارا عمل دیکھ کر اس کی اقتداء کرسکوں۔ لیکن میں نے تمہیں کوئی بہت زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس وہ کون سی چیز ہے جس نے تمہیں اس مقام تک پہنچا دیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے؟

اس نے جواب دیا وہ تو سب کچھ یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مڑا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا' وہ سب کچھ تو یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے دھوکہ وفریب نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی ایک سے اس خیر کی وجہ سے حسد رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہوتی ہے۔ (یہ سن کر فوراً) عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اس مقام تک پہنچایا ہے اور اسی کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔"

[**اسنادہ صحیح:** مسند احمد (۱۲۶۹۷) بتحقیق شعیب ارنائووط]

فوائد: حسد کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس سے یہ نعمت چھن جائے یا اسے یہ نعمت کیوں ملی ہے وغیرہ۔ اس سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ "ایک دوسرے کے خلاف بغض وعداوت نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو۔" [بخاری (۶۰۶۵) کتاب الأدب' مسلم (۲۵۶۳)] قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حاسدوں کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ [الفلق: ۵]

حسد دنیا میں بے شمار گناہوں کا سبب بنا ہے جیسا کہ یہ بات معروف ہے کہ اس دنیا کا اولین گناہ (یعنی ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنا) حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو حسد کی وجہ سے ہی قتل کیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے ہی انہیں کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ یہودیوں کا نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانا بھی حسد کا ہی نتیجہ تھا اور آج بھی اَن گنت گناہ حسد کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے حسد سے بچنا بے شمار گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسد سے بچنے کی توفیق دے۔ (آمین)

واضح رہے کہ حسد کا ایک معنی رشک بھی ہے یعنی انسان کسی پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھے تو یہ خواہش کرے کہ کاش! مجھے بھی ایسی نعمت مل جائے جو اسے ملی ہے' لیکن اس کی یہ تمنا نہ ہو کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے۔ اسے دو چیزوں میں پسندیدہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رشک جائز نہیں مگر دو چیزوں میں (جائز ہے) ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو تو وہ رات اور دن کی گھڑیوں میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ رات اور دن کی گھڑیوں میں اس سے خرچ کرتا ہے۔ [بخاری (۷۵۲۹) کتاب التوحید]

جانوروں کے ساتھ بھی شفقت ورحمت سے پیش آنا

82- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتَّى أَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ))

''ایک آدمی نے ایک کتا دیکھا جو (سخت) پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔ تو اس نے اپنا موزہ پکڑا اور اس سے پانی بھر کر اسے پلانے لگا حتی کہ اسے سیراب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔'' [بخاری (۱۷۴) کتاب الوضوء: باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان]

فوائد: ایک حدیث میں ایک بدکار عورت کا ذکر ہے کہ اس نے کسی پیاسے کتے پر ترس کھا کر اسے پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ [بخاری (۳۳۲۱) کتاب بدء الخلق' مسلم (۲۲۴۵)]

اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''(بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس وجہ سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں چلی گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے کے لیے کوئی چیز نہ دی' نہ پینے کے لیے اور نہ ہی اس نے بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔'' [بخاری (۳۴۸۲) کتاب أحادیث الأنبیاء' مسلم (۲۲۴۲)]

ثابت ہوا کہ جانوروں کے ساتھ شفقت ورحمت باعثِ نجات اور جانوروں پر ظلم وزیادتی

باعثِ عذاب بن سکتا ہے۔

یتیم کی کفالت کرنا

83- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا ۔ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا))

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور (یہ کہتے ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔'' [بخاری (۵۳۰۴) کتاب الطلاق : باب اللعان]

فوائد: یاد رہے کہ جس طرح یتیم کی کفالت کرنا بہت افضل عمل ہے اسی طرح یتیم کا مال ناحق کھانا بہت بڑا جرم ہے۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ((وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا)) [النساء : ۹۔۱۰] ''انہیں چاہیے کہ اس بات سے ڈریں اگر وہ خود اپنے پیچھے ننھے ننھے ناتواں بچے چھوڑ جاتے جن کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے (تو ان کی چاہت کیا ہوتی ؟) پس اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جچی تلی بات کہا کریں۔ جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں' وہ تو اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔''

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک گناہ یہ ہے ''(ناحق) یتیم کا مال کھانا۔'' [بخاری (۶۸۵۷) کتاب الحدود' مسلم (۸۹)] امام ابن کثیر رحمہ اللہ ابن ابی حاتم کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج کی رات کا واقعہ پوچھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ نیچے لٹک رہے ہیں اور فرشتے انہیں گھسیٹ کر ان کا منہ خوب کھول دیتے ہیں۔ پھر جہنم کے گرم پتھر ان میں ٹھونس دیتے ہیں جو ان کے پیٹ میں اتر کر پیچھے کے

راستے سے نکل جاتے ہیں اور وہ چیخ چلا رہے ہیں۔ ہائے ہائے مچا رہے ہیں۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا' یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا، یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں جو اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔[تفسیر ابن کثیر (۲۱۷/۱)]

استطاعت ہو تو حج و عمرہ کرنا

84- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ))

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزاء صرف جنت ہی ہے۔'' [بخاری (۱۷۷۳) کتاب الحج : باب وجوب العمرة وفضلها' مسلم (۱۳۴۹)]

فوائد: حج مبرور سے مراد ایسا حج ہے جس میں کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔ حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے' جبکہ عمرہ فرض نہیں۔ حج کے مہینے خاص ہیں یعنی شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔ جبکہ عمرہ کے لیے کوئی وقت خاص نہیں۔ عمرہ سارا سال کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے' البتہ ماہِ رمضان میں اس کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے۔[بخاری (۱۸۶۳)]

بکثرت استغفار کرنا

85- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا))

''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا۔''

[**صحیح** : صحیح ابن ماجه ' ابن ماجه (۳۸۱۸) کتاب الأدب : باب الاستغفار ' صحیح الجامع الصغیر (۳۹۳۰) صحیح الترغیب والترھیب (۱۶۱۸)]

فوائد: استغفار کا مطلب ہے ''مغفرت طلب کرنا'' یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی مانگنا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت متقین کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ جب کوئی بے حیائی کا کام یا

اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔[آل عمران:۱۳۵] استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ٹل جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کہ ان میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے انہیں عذاب دے اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں بھی عذاب نہیں دے گا کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔''[الأنفال:۳۳]

استغفار کے متعلق ایک حدیثِ قدسی یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخش دیتا ہوں لہٰذا تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔[مسلم (۲۵۷۷) کتاب البر والصلة والآداب: باب تحریم الظلم] ایک دوسری حدیثِ قدسی کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک بھی پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تمہیں بخش دوں گا اور میں کچھ پرواہ نہیں کروں گا۔[صحیح الترغیب (۱۶۱۶)]

فرمانِ نبوی ہے کہ ابلیس نے (اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر) کہا تھا کہ تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا' مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔[صحیح الترغیب (۱۶۱۷) احمد (۳/۷۶)]

مذکورہ بالا احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ بکثرت استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمام گناہوں کو بخشش دیتے ہیں اور جب تمام گناہ بخش دیئے جائیں تو کامیابی یقینی ہے۔ لہٰذا کثرت سے استغفار کرنا چاہیے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔[مسلم (۲۷۰۲) کتاب الذکر والدعاء: باب استحباب الاستغفار]

نماز' روزہ اور حرام' حلال کی پابندی کرنا

86- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ : أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلاَلَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ

شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا))

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا کہ مجھے بتایئے اگر میں فرض نمازیں ادا کروں' رمضان کے روزے رکھوں' حلال کو حلال جانوں اور حرام کو حرام قرار دوں اور ان اعمال پر کچھ بھی زیادتی نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا' ہاں۔ اس نے کہا' اللہ کی قسم! میں ان اعمال پر کچھ بھی زیادتی نہیں کروں گا۔'' [مسلم (۱۵) کتاب الایمان: باب بیان الایمان الذی یدخل به الجنة وأن من تمسک بما أمر به دخل الجنة]

فوائد: نماز روزہ کے متعلق متعدد احادیث گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی آئیں گی۔ البتہ حلال وحرام کے متعلق ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یقیناً حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض اشیاء مشتبہ ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ یہ حلال ہیں یا حرام)۔ پھر جو کوئی مشتبہ اشیاء سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے۔ یاد رکھو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام اشیاء ہیں۔ (ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جب وہ بگڑ جائے گا سارا بدن بگڑ جائے گا' یاد رکھو! وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔ [بخاری (۵۲) کتاب الایمان: باب فضل من استبرأ لدینه]

ثابت ہوا کہ بعض حلال وحرام چیزیں تو ظاہر وواضح ہیں۔ حلال جیسے روٹی' دودھ اور عام اشیائے خوردونوش' اسی طرح کپڑا' لباس وغیرہ اور حرام جیسے شراب' زنا' سود' خنزیر کا گوشت اور چوری وغیرہ۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جو حلال وحرام دونوں کے مشابہ ہیں' تو ایسی چیزوں سے بچنا ہی بہتر ہے۔ مشابہ چیز سے بچنے کی مثال حدیث میں یوں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستے سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک گری پڑی کھجور دیکھی اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔ [ارواء الغلیل (۱۵۵۹) ابو داود (۱۶۵۲)]

جہاد کرنا، مریض کی عیادت کرنا، مسجد کی طرف جانا.....

87- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((من جاهد في سبيل الله كان ضامنًا عَلَى الله، ومن عاد مريضًا كان ضامنًا عَلَى الله، ومن غدا إلى المسجد أو راح كان ضامنًا عَلَى الله، ومن دخل عَلَى إمامٍ يعزّره كان ضامنًا عَلَى الله، ومن جلس في بيته لم يغتب أحدًا بسوءٍ كان ضامنًا عَلَى الله))

''جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے (کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے)، جس نے کسی بیمار کی عیادت کی اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے، جو صبح یا شام کے وقت مسجد کی طرف گیا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے، جس نے (مسلمانوں کے) حکمران کی تائید وحمایت کی اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے اور جو اپنے گھر میں بیٹھا رہا اور کسی کی برائی کے ساتھ غیبت نہ کی اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔'' [صحیح ابن خزیمة (۱۴۹۵) مستدرک حاکم (۲۱۲/۱) بسند حسن]

88- حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ))

''تین آدمی ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔ ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کے ارادے سے نکلا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے حتی کہ وہ اسے فوت کرے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا یا اجر اور غنیمت کے ساتھ (واپس) لوٹائے گا، دوسرا وہ آدمی جو

مسجد کی طرف گیا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے حتی کہ وہ اسے فوت کرے گا تو جنت میں داخل کرے گا یا اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا اور تیسرا وہ آدمی جو اپنے گھر میں سلام کے ساتھ (یعنی سلام کہہ کر یا فتنوں سے سلامتی کی غرض سے) داخل ہوا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔''

[**صحیح**: صحیح ابو داود' ابو داود (۲۴۹۴) کتاب الجهاد: باب فضل الغزو فی البحر' صحیح الجامع الصغیر (۳۰۵۳) مشکاۃ المصابیح (۷۲۷)]

وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا

89- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، [اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ] إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ))

''جس نے وضوء کیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (اور یہ کہا) [اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا] تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ ان میں سے جس سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔'' [مسلم (۲۳۴) کتاب الطهارة: باب الذکر المستحب عقب الوضوء' ترمذی (۵۵) کتاب الطهارة: باب فیما یقال بعد الوضوء]

ہر وضوء کے بعد نفل پڑھنا

90- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُورِ

مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ))

''رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا' اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ پر امید عمل بتاؤ جو تم نے اسلام کی حالت میں کیا ہو کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک اس عمل سے زیادہ پر امید ہو کہ میں نے دن یا رات کی جس گھڑی میں بھی وضوء کیا تو میں نے اس وضوء کے ساتھ اتنی (نفل) نماز ضرور ادا کی جتنی نماز پڑھنا میرے لیے لکھا گیا تھا۔'' [بخاری (۱۱۴۹) كتاب التهجد : باب فضل الطهور بالليل والنهار وفضل الصلاة بعد الوضوء' مسلم (۲۴۵۸)]

91- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

''جو مسلمان بھی وضوء کرتا ہے اور عمدہ وضوء کرتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہے جس پر اپنے دل اور چہرے کے ساتھ (کامل طور پر) متوجہ رہتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' [مسلم (۲۳۴) كتاب الطهارة : باب الذكر المستحب عقب الوضوء]

بکثرت نوافل پڑھنا

92- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: سَلْ! فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ : أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قُلْتُ : هُوَ ذَاكَ قَالَ : فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ))

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزاری تو میں آپ کے وضو اور قضائے حاجت

کے لیے پانی لایا۔آپ نے مجھ سے کہا' مانگ۔ میں نے عرض کیا' میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔آپ نے فرمایا' اس کے علاوہ بھی کچھ مانگتے ہو؟ میں نے کہا' وہ بس یہی ہے۔آپ نے فرمایا' پھر کثرتِ سجود (یعنی نوافل) کے ذریعے اپنے نفس پر میری مدد کرو۔''[مسلم (۴۸۹) كتاب الصلاة : باب فضل السجود والحث عليه ' ابو داود (۱۳۲۰) کتاب الصلاۃ: باب وقت قیام النبی من اللیل' ترمذی (۳۴۱۶)]

93- معدان بن ابوطلحہ یعمریؒ بیان کرتے ہیں کہ

((لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ : أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ ؛ أَوْ قَالَ قُلْتُ : بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ ؛ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ : سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ مَعْدَانُ : ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ))

''میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے کہا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے میں کروں تو اللہ اس کے بدلے مجھے جنت میں داخل فرما دے؟ یا (راوی کو شک ہے کہ) انہوں نے کہا (مجھے ایسا عمل بتائیے جو) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو؟ تو وہ خاموش رہے' میں نے ان سے پھر سوال کیا اور وہ پھر خاموش رہے' میں نے پھر سوال کیا اور وہ پھر خاموش رہے' میں نے پھر ان سے تیسری مرتبہ سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا' رضائے الٰہی کے لیے بکثرت سجدے کرو (یعنی زیادہ نفل پڑھو جس سے سجدے زیادہ ہوں گے) اور یقیناً تم رضائے الٰہی کے لیے ایک سجدہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں اور تمہارا ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

معدانؒ نے بیان کیا کہ پھر میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی مجھے ثوبان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ بات کی طرح ہی بتایا۔" [مسلم (۴۸۸) كتاب الصلاة : باب فضل السجود والحث عليه' ترمذی (۳۸۸) نسائی (۱۱۳۸) ابن ماجه (۱۴۲۳)]

نماز چاشت کی چار رکعتوں اور نماز ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی پابندی کرنا

94- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من صلّى الضحى أربعًا، وقبلَ الأُولى أربعًا، بُنِيَ له بيتٌ فِي الجنّة))

"جس نے چاشت کی چار رکعتیں اور پہلی نماز (یعنی ظہر) سے پہلے چار رکعتیں (پابندی سے) ادا کیں اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔" [**حسن**: السلسلة الصحيحة (۲۳۴۹)]

ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں چار رکعتیں ادا کرنا

95- حضرت اُم حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ))

"جس نے ظہر سے پہلے چار (نفل) رکعتوں اور اس کے بعد چار رکعتوں کی پابندی کی' اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔" [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۴۲۸) أبواب الصلاة: باب منه آخر' ابوداود (۱۲۶۹)]

ارکانِ اسلام اور غسل جنابت کی پابندی

96- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خمسٌ منْ جاءَ بهنّ مع إيمانٍ دخلَ الجنّةَ : منْ حافظ عَلَى الصلواتِ

الخمسِ ، عَلَى وُضُوئِهِنَّ ، وركوعهنّ ، وسجودهنّ ، ومواقيتهنّ ، وصامَ رمضانَ ، وحجَّ البيتَ إن استطاعَ إليهِ سبيلاً ، وآتى الزكاةَ طيّبةً بها نفسهُ ، وأدّى الأمانة" قِيلَ يارسول الله : وما أداء الأمانة ؟ قال : الغُسْلُ من الجنابةِ))

''پانچ کام ایسے ہیں جنہیں ایمان سمیت جو شخص لے کر آیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے پانچ (فرض) نمازوں کے وضوء' رکوع' سجود اور اوقات کی حفاظت کی' رمضان کے روزے رکھے' بیت اللہ کا حج کیا اگر وہ اس کے راستے کی طاقت رکھتا تھا' دلی خوشی سے زکوۃ ادا کی اور امانت ادا کی۔ دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا' غسل جنابت۔'' [**حسن**: صحیح الترغیب والترھیب (۳۶۹) کتاب الصلاۃ: باب الترغیب فی الصلوات الخمس والمحافظة علیھا والایمان]

نماز فجر اور نماز عصر کی پابندی

97- حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ، يَعْنِي : الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ))

''ہرگز ایسا کوئی شخص آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز (پابندی سے) ادا کی۔'' [مسلم (۶۳۴) کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ: باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیھما]

98- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

''جس نے دو ٹھنڈے وقت کی نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' [بخاری (۵۷۴) کتاب مواقیت الصلاۃ : باب فضل صلاۃ الفجر ' مسلم

[(۲۳۵)]

پانچ فرض نمازوں کو حق جانتے ہوئے ان کی پابندی

99- حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ، رُكُوعِهِنَّ ، وَسُجُودِهِنَّ ، وَ وُضُوئِهِنَّ ، وَمَوَاقِيتِهِنَّ ، وَعَلِمَ أَنَّهُنَّ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ، أَوْ قَالَ : وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ، أَوْ قَالَ : حرم عَلَى النَّارِ))

”جس نے پانچ نمازوں کے رکوع‘ سجود‘ وضوء اور اوقات کی حفاظت کی اور یہ جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا آپ نے فرمایا‘ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی یا آپ نے فرمایا‘ وہ آگ پر حرام کر دیا گیا۔“ [حسن : صحیح الترغیب والترھیب (۳۸۱) کتاب الصلاۃ : باب الترغیب فی الصلوات الخمس والمحافظة علیها والایمان]

100- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ ، مَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ ، فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ))

”اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں بندوں پر فرض کی ہیں‘ جو شخص انہیں لے کر آیا اور ان کے حق کو حقیر سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی کو بھی ضائع نہ کیا تو اللہ کے پاس اس کے لیے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں نہ لایا تو اس کے لیے اللہ کے پاس کوئی عہد نہیں‘ وہ اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا۔“

[**صحیح** : صحیح نسائی ' نسائی (۴۶۱) کتاب الصلاۃ : باب المحافظة علی الصلوات الخمس' صحیح الترغیب (۳۷۰) صحیح الجامع الصغیر (۳۲۴۳)]

ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیح، تحمید اور تکبیر کی پابندی

101- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَصْلَتَانِ ، أَوْ خُلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ، هُمَا يَسِيرٌ ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ ، يُسَبِّحُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا ، وَيَحْمَدُ عَشْرًا ، وَيُكَبِّرُ عَشْرًا ، فَذَلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ ، وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ ، وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَيُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، فَذَلِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ))

''دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان بندہ بھی ان کی پابندی کرے گا جنت میں داخل ہو گا' وہ کام آسان ہیں اور جو بھی ان پر عمل کرے تو (وہ بہت) کم ہیں (اور وہ یہ ہیں کہ بندہ) ہر نماز کے بعد دس (۱۰) مرتبہ سبحان اللہ کہے' دس (۱۰) مرتبہ الحمد للہ کہے اور دس (۱۰) مرتبہ اللہ اکبر کہے تو یہ کلمات (پانچ نمازوں کے بعد) زبان پر ایک سو پچاس (۱۵۰) ہیں مگر میزان میں (اللہ تعالیٰ انہیں دس گنا بڑھا دیتے ہیں اس لیے یہ) ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) ہیں اور جب بندہ (رات کو سونے کے لیے) اپنے بستر پر آئے تو چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر کہے' تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ کہے اور تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ کہے' تو یہ زبان پر سو (۱۰۰) کلمات ہیں مگر میزان میں (دس گنا اضافے کے ساتھ) ایک ہزار (۱۰۰۰) ہیں۔'' [**صحیح** : صحیح ابو داود' ابو داود (۵۰۶۵) کتاب الأدب : باب فی التسبیح عند النوم' صحیح الترغیب (۶۰۶)]

فوائد: ہر نماز کے بعد یہ کلمات دس دس مرتبہ کہنا بھی درست ہے البتہ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ' تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر کہا تو یہ ننانوے (۹۹) کلمات ہوئے اور پھر یہ کہہ کر سو کا عدد پورا کر دیا کہ ((لا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) تو اس کے (تمام) گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔ [مسلم (۵۹۷) کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ: باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات تینتیس تینتیس مرتبہ کہنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے اور ایک حدیث میں سو کا عدد پورا کرنے کے لیے اس آخری کلمے کی بجائے چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہنے کا ذکر ہے۔ [مسلم (۵۹۶) کتاب المساجد' ترمذی (۳۴۱۲)]

سوتے وقت ان اذکار کی ترغیب میں ایک حدیث میں یوں ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لے گئیں۔ وہ آپ سے شکوہ کرنا چاہتی تھیں کہ ان کے ہاتھوں میں چکی پینے کی وجہ سے چھالے تکلیف دے رہے ہیں جب کہ انہیں معلوم ہوا تھا کہ آپ کے پاس قیدی آئے ہیں۔ لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو گھر میں نہ پایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا تذکرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو فاطمہ کے بارے میں بتایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ہمارے ہاں تشریف لائے' اس وقت ہم اپنے بستروں میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے اٹھنا چاہا مگر آپ نے فرمایا' لیٹے رہو اور پھر آپ میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک کو اپنے پیٹ پر محسوس کیا۔ آپ نے فرمایا ''جو کچھ تم مانگ رہے ہو میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ وہ یہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ' تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو' یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ [بخاری (۳۱۱۳) کتاب فرض الخمس' مسلم (۲۷۲۷)]

مزید سوتے وقت کیے جانے والے چند مسنون اذکار حسب ذیل ہیں:

① ((بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا)) [بخاری (۶۳۱۲) کتاب الدعوات' ترمذی (۳۴۱۷)]

② ((اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) [صحیح ابو داود' ابو داود (۵۰۴۵)]

③ ''آیۃ الکرسی'' [بخاری (۳۲۷۵) کتاب بدء الخلق]

④ سورۃ الاخلاص' سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکنا' پھر دونوں ہاتھوں کو جسم کے ہر اس حصے پر مل لینا جہاں تک وہ پہنچتے ہوں' یہ عمل تین مرتبہ کرنا۔ [بخاری

(۵۰۱۸) کتاب فضائل القرآن' ترمذی (۳۴۰۲)]

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا

102- حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من قرأ آیة الکرسی دُبُرَ کُلِّ صلاۃٍ لَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَن یموت)) ''جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت نے روک رکھا ہے (یعنی وہ جب فوت ہوگا جنت میں داخل ہو جائے گا)۔''

[**صحیح:** صحیح الجامع الصغیر (۶۴۶۴) رواہ النسائی فی عمل الیوم واللیلة]

فوائد: آیت الکرسی کو قرآن کی سب سے عظیم آیت کہا گیا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا' اے ابومنذر! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی کتاب کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ انہوں نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے پھر کہا' اے ابومنذر! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی کتاب کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ (اس بار) انہوں نے عرض کیا' آیت الکرسی۔ تو آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر (اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا' اے ابو منذر! اللہ تجھے تیرا علم مبارک کرے۔ [مسلم (۸۱۰) کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا: باب فضل سورۃ الکھف وآیة الکرسی]

اسی طرح ایک اور حدیث میں آیت الکرسی کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو شخص (رات کو) اپنے بستر پر لیٹتے وقت آیت الکرسی پڑھ لے گا ساری رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ اس کی حفاظت کرتا رہے گا اور وہ صبح تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ [بخاری (۲۳۱۱) کتاب الوکالة]

واضح رہے کہ جس روایت میں آیت الکرسی کو قرآن کی آیتوں کی سردار کہا گیا ہے اسے علامہ البانیؒ نے ضعیف کہا ہے۔ [ضعیف الجامع الصغیر (۴۷۲۵) ضعیف ترمذی (۲۸۷۸) السلسلة الضعیفة (۱۳۴۸)]

سنن رواتب کی پابندی

103- حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ - أَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ -: [أربعاً قبل الظّهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء، وركعتين قبل صلاة الفجر))

''جو کوئی مسلمان بندہ رضائے الٰہی کے لیے ہر روز بارہ (۱۲) رکعت نفل نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے' یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ (وہ بارہ نفل رکعتیں یہ ہیں؛) چار ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد' دو مغرب کے بعد' دو عشاء کے بعد اور دو نماز فجر سے پہلے۔'' [مسلم (۷۲۸) کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا: باب فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعدھن' ترمذی (۴۱۵)]

اللہ سے ڈر کر رو پڑنا اور اللہ کی راہ میں پہرہ دینا

104- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))

''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی' ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر کی وجہ سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۱۶۳۹) کتاب فضائل الجهاد: باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰہ' صحیح الترغیب (۳۳۲۵)]

جہاد کے راستے میں گرد و غبار پڑنا

105- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا

يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ))

''جو شخص اللہ سے ڈر کر رو پڑا وہ جہنم کی آگ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک دودھ پستان میں لوٹ نہ آئے (یعنی جس طرح پستان سے نکل کر دودھ کا دوبارہ اس میں لوٹ آنا ناممکن ہے اسی طرح ایسے شخص کا جہنم کی آگ میں جانا ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ میں پڑنے والا گردوغبار اور جہنم کا دھواں (کبھی) اکٹھا نہیں ہوگا۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۳۱۱) کتاب الزھد: باب ما جاء فی فضل البکاء من خشیة اللّٰه' صحیح الجامع الصغیر (۷۷۷۸) مشکاۃ المصابیح (۳۸۲۸) صحیح الترغیب (۱۲۶۹)]

اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرنا

106- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''جس نے اپنے بھائی کی (غیر موجودگی میں اس کی) عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے سے جہنم کی آگ ہٹا دیں گے۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۱۹۳۱) کتاب البر والصلة: باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم' صحیح الجامع الصغیر (۶۲۶۲) صحیح الترغیب (۲۸۴۸)]

فوائد: اگر کوئی انسان کسی کو کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرتے ہوئے سنے تو فوراً اسے روکے کیونکہ جیسے غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح اسے سننا بھی حرام ہے جیسا کہ قرآن میں روزِ قیامت جہاں زبان کے اعمال کے متعلق باز پرس کا ذکر ہے وہاں کانوں کے اعمال پر بھی باز پرس کا ذکر ہے۔ [بنی اسرائیل: ۳۶] نیز ایک مسلمان کی یہ صفت وخوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر نہ ظلم کرتا ہے اور نہ ہی ظلم ہونے دیتا ہے۔ [بخاری (۲۴۴۲) کتاب المظالم: باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه] علاوہ ازیں ایک اور حدیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے' جس میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے جو برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے' اگر اس کی طاقت نہیں تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو اپنے دل سے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ

ہے۔"[مسلم (۴۹) کتاب الایمان : باب کون النھی عن المنکر من الایمان ' ابو داود (۱۱۴۰)]

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی ﷺ کی رسالت کا اقرار

107- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من قال: اللّٰھمَّ إنّی أُشھِدُكَ ، وأشھد مَلَائکتكَ ، وحملةَ عرشكَ ، وأشھدُ مَن فِي السماواتِ ومن فِي الأرضِ أنّكَ أنتَ اللهُ ,لا إله إلا أنتَ وحدكَ لا شريكَ لك، وأشھدُ أنَّ محمداً عبدكَ ورسولك، مَنْ قالها مرةً أعتقَ الله ثلثهُ من النارِ، ومن قالَھا مرّتينِ أعتقَ اللهُ ثلثيهِ منَ النّارِ، وَمَنْ قالَھا ثلاثاً أعتقَ اللهُ كلّهُ مِنَ النّارِ))

"جس نے یہ کہا: اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں' تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں' تیرے عرش کو تھامنے والے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں اور (ہر اس نفس کو) گواہ بناتا ہوں جو آسمانوں اور زمین میں ہے کہ بے شک تو ہی اللہ ہے' تیرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' تو اکیلا ہے' تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ جس شخص نے ایک مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک تہائی حصہ جہنم سے آزاد کر دیں گے' جس نے دو مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس کا دو تہائی حصہ جہنم سے آزاد کر دیں گے اور جس نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اسے مکمل طور پر جہنم سے آزاد کر دیں گے۔"[صحیح: السلسلة الصحيحة (۲٦۷) مستدرک حاکم (۱/ ۲۳۵) امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

سجدۂ تلاوت پر سجدہ کرنا

108- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلِي

أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

''جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے' ہائے میری ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا لہٰذا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا لہٰذا میرے لیے دوزخ ہے۔'' [مسلم (۸۱) کتاب الایمان: باب بیان اطلاق اسم الکفر]

فوائد: سجدہ تلاوت کی مشروعیت پر اجماع ہے۔ [نیل الأوطار (۲/۳۳۰)] البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا سجدہ تلاوت واجب ہے یا سنت؟ تو اس مسئلے میں دلائل کی رو سے زیادہ قوی مؤقف یہ ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں بلکہ مسنون ہے۔ [اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''فقہ الحدیث'' یا دوسری کتاب ''نماز کی کتاب'' کا مطالعہ کیجئے۔]

بکثرت روزے رکھنا

109- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ))

''روزے ڈھال ہیں اور جہنم سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعہ ہیں۔'' [**حسن:** صحیح الجامع الصغیر (۳۸۸۰) رواہ احمد]

110- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ))

''روزے (جہنم کی) آگ سے بچاؤ کی ڈھال ہیں جیسا کہ تم میں سے کسی کی جنگ کے لیے ڈھال ہوتی ہے۔'' [**صحیح:** صحیح الجامع الصغیر (۳۸۷۹) صحیح ابن ماجہ' ابن ماجہ (۱۶۳۹) نسائی (۲۲۳۱) صحیح الترغیب (۹۸۲)]

اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھنا

111- حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))

''جس نے ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان گڑھا (یعنی لمبا فاصلہ) بنا دیں گے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔'' [**حسن صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۱۶۲۴) کتاب فضائل الجهاد: باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل اللّٰه' صحيح الترغيب (۹۹۰)]

112- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا))

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دیں گے۔'' [بخاری (۲۸۴۰) کتاب الجهاد والسير: باب فضل الصوم فی سبیل اللّٰه]

113- ((عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مُرْنِي بعمل أدخل به الجنّة قال: "عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فإنّه لا مثل له" وكان أبو أمامة لا يُرى فِي بيته الدخانُ نهاراً إلا إذا نزل بهم ضيفٌ))

''حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے عمل کا حکم دیجیے جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا' روزے رکھا کرو بلاشبہ اس کی مثل کوئی عمل نہیں۔ (یہ فرمان سن لینے کے بعد یہ حالت تھی کہ) ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں دن کے وقت (کبھی کھانا پکانے کی وجہ سے) دھواں دکھائی نہیں دیتا تھا الا کہ اگر ان کے ہاں کوئی مہمان آ جاتا (تو چولہا جلاتے اور تب دھواں نظر آتا)۔'' [**صحیح**: صحيح الترغيب (۹۸۶) صحيح الجامع الصغير (۴۰۴۴) ابن حبان (۹۲۹)]

نماز کی حفاظت

114- حریث بن قبیصہؒ نے بیان کیا کہ

((قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ. قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا. فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا. فَحَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ. فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ. وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ))

''میں مدینہ میں آیا تو میں نے دعا کی' اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشیں میسر فرما۔ پھر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمائے۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے فائدہ دے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلاشبہ سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کے متعلق حساب لیا جائے گا اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہو جائے گا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔'' [**صحیح**: صحیح نسائی' نسائی (۴۶۵) کتاب الصلاۃ: باب المحاسبة علی الصلاۃ' ترمذی (۴۱۳)]

نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ صلہ رحمی کرنا

115- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ. وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ. وَتَصِلُ الرَّحِمَ))

''ایک آدمی نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہ ٹھہراؤ' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو (یعنی رشتہ داری ملاؤ)۔'' [بخاری (۵۹۸۳) کتاب الأدب: باب فضل صلة الرحم]

اچھی گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا

116- حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((أنّه لمّا وفد علی رسول اللہ ﷺ قال : یا رسول اللہ ! أيّ شيء یوجب الجنّة؟ قال: علیك بحسن الکلام، وبذل الطعام))

''جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا' اے اللہ کے رسول! کون سی چیز جنت واجب کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا' اچھی گفتگو کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔'' [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (۴۰۴۹) صحیح الترغیب (۲۶۹۰) کتاب الأدب : باب الترغیب فی طلاقة الوجه وطیب الکلام' حاکم (۲۳/۱)]

کبیرہ گناہوں سے بچنا

117- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَاءَ یَعْبُدُ اللّٰهَ لَا یُشْرِكُ بِهِ شَیْئًا ، وَیُقِیمُ الصَّلَاةَ ، وَیُؤْتِي الزَّکَاةَ ، وَیَصُومُ رَمَضَانَ، وَیَجْتَنِبُ الْکَبَائِرَ، فَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ: مَا الْکَبَائِرُ؟ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ، وَفِرَارٌ یَوْمَ الزَّحْفِ))

''جو شخص (روزِ قیامت اس حال میں) آیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا' نماز قائم کرتا تھا' زکوٰۃ ادا کرتا تھا' رمضان کے روزے رکھتا تھا اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا تھا تو یقیناً اس کے لیے جنت ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا' کسی مسلمان نفس کو (ناحق) قتل کرنا اور جنگ کے دن بھاگ جانا۔'' [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (۶۱۸۵) نسائی (۴۰۰۹) کتاب تحریم الدم: باب ذکر الکبائر]

فوائد: کبائر سے مراد بڑے بڑے گناہ ہیں۔ کبائر کبیرہ کی جمع ہے۔ کبیرہ گناہ کی اہل علم نے یوں تعریف کی ہے کہ جس کے مرتکب پر دنیا میں لعنت کی گئی ہو' یا اس پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو یا آخرت میں کوئی وعید سنائی گئی ہو۔ علاوہ ازیں بعض اہل علم نے اس سے ملتی جلتی چند اور بھی تعریفیں کی ہیں۔

بعض کبیرہ گناہوں کا تذکرہ تو احادیث میں خاص طور پر موجود ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ''سات مہلک (یعنی بڑے بڑے ہلاک کر دینے والے) گناہوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی کی جان لینا جسے اللہ نے حرام کیا ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ [بخاری (۶۸۵۷) کتاب المحاربین من أھل الکفر: باب رمی المحصنات] اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران فرمایا کہ ''لوگو سن لو! اللہ تعالیٰ کے ولی صرف نمازی ہی ہیں جو پانچوں وقت کی فرض نمازوں کو باقاعدہ بجا لاتے ہیں' جو ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور فرض سمجھ کر ہنسی خوشی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ان تمام کبیرہ گناہوں سے دور رہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک' قتل' میدان جنگ سے بھاگنا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' پاکدامنوں پر تہمت لگانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ الحرام کی حرمت کو پامال کرنا جو زندگی اور موت میں تمہارا قبلہ ہے۔ سنو جو شخص مرتے دم تک ان بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا رہے اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرتا رہے' وہ نبی ﷺ کے ساتھ سونے کے محلات میں ہو گا۔'' [مستدرک حاکم (۱/۵۹) ابو داود (۲۸۷۵) کتاب الوصایا: باب ما جاء فی التشدید فی أکل مال الیتیم' نسائی (۴۰۱۷) کتاب تحریم الدم: باب ذکر الکبائر' تفسیر ابن کثیر (۱/۶۵۷)]

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبیرہ گناہ صرف وہی ہیں جن کا تذکرہ مذکورہ بالا احادیث یا دیگر احادیث میں نام لے کر کیا گیا ہے بلکہ اوپر ذکر کردہ تعریف کی روشنی میں اور بھی بہت زیادہ گناہ کبائر کے زمرے میں آتے ہیں۔ جنہیں بعض علماء نے یکجا کرنے کی سعی بھی کی ہے جیسا کہ امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب ''الکبائر'' میں کبیرہ گناہوں کو جمع کیا ہے۔ اسی طرح امام ہیثمیؒ نے اپنی کتاب ''الزواجر'' میں

تمام کبیرہ گناہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب وسنت میں کبیرہ گناہوں سے بچنے کی خوب تاکید کی گئی ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے صغیرہ (چھوٹے) گناہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ ایک آیت میں ہے کہ ''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ مٹا دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ (یعنی جنت میں) داخل کریں گے۔'' [النساء : ۳۱] لہٰذا ہمیں اپنی اُخروی نجات وکامیابی کے لیے ہر ممکن طریقے سے کبیرہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر کبھی کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو بھی جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لینی چاہیے کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرنا

118- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما من عبد أتى أخا له يزوره في الله إلا نادى مناد من السماء : أن طبت وطابت لك الجنّة، و إلّا قال الله في ملكوت عرشه: عبدى زار فيَّ، وعليَّ قِراهُ، فلم أرضَ له بقرى دون الجنّة))

''جو کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی کے پاس اس کی زیارت کی غرض سے آتا ہے تو آسمان سے منادی اعلان کرتا ہے کہ تو خوش ہو جا' تیرے لیے جنت عمدہ و اچھی ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہت میں فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری رضا کے لیے (اپنے بھائی کی) زیارت کی' مجھ پر اس کی مہمان نوازی لازم ہے لہٰذا میں نے اس کے لیے مہمان نوازی کے طور پر صرف جنت کو ہی پسند کیا ہے۔'' [**حسن صحیح**: صحیح الترغیب (۲۵۷۹) الصحیحۃ (۲۶۳۲) رواہ ابو یعلی]

119- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا، أَوْزَارَ أَخًا لَهُ فِي اللَّهِ نَادَاهُ مُنَادٍ: أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً))

''جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی یا اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کی تو منادی اعلان کرتا ہے کہ تو خوش ہو جا' تیرا (عیادت اور زیارت کے لیے) چلنا نہایت عمدہ ہے اور تو نے جنت میں ٹھکانہ بنا لیا ہے۔'' [**حسن**: صحیح ترمذی' ترمذی (۲۰۰۸) کتاب البر والصلة: باب ما جاء فی زیارة الاخوان' ابن ماجه (۱۴۴۳)]

اللہ سے ڈرنا' ارکانِ اسلام کی حفاظت کرنا اور امیر کی اطاعت کرنا

120- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ

((اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ ،وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ ،تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ))

''اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے' پانچ (فرض) نمازیں ادا کرو' ماہِ رمضان کے روزے رکھو' اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے (شرعی) امیر کی اطاعت کرو' تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (۶۱۶) السلسلة الصحیحة (۸۶۷) صحیح الجامع الصغیر (۱۰۹)]

فوائد: اس حدیث میں جنت میں داخلے کے لیے دوسرے اعمال کے ساتھ ساتھ امیر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت عیاں ہے۔ علاوہ ازیں متعدد احادیث میں اطاعتِ امیر کی ترغیب دلائی گئی ہے' جن میں سے چند ایک کا ذکر حسب ذیل ہے:

① ارشادِ نبوی ہے کہ ''جس شخص نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس شخص نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' [بخاری (۷۱۳۷) کتاب الأحکام: باب قول اللہ تعالی وأطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر]

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم پر ناک یا کان کٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو اللہ کی کتاب کی روشنی میں تمہاری قیادت کرے تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔'' [مسلم (۱۲۹۸) کتاب الحج: باب استحباب رمی جمرة العقبة]

③ آپ ﷺ نے فرمایا "سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی (امیر) مقرر ہو جائے اگرچہ اس کا سر منقے جیسا ہو۔" [بخاری (۷۱۴۲) کتاب الأحکام' باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة]

یہ اور اس طرح کی دیگر بیشتر احادیث میں دوٹوک الفاظ میں اطاعتِ امیر کا حکم دیا گیا ہے' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ امیر کی اطاعت صرف معروف میں ہی واجب ہے' اگر وہ کسی حرام یا ناجائز کام کے کرنے کا حکم دے تو پھر اس کی اطاعت واجب نہیں جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا' جس کا سردار ایک انصاری کو بنا دیا۔ کسی بات پر وہ لوگوں پر سخت ناراض ہو گیا اور اس نے کہا' کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا؟ سب نے کہا' ہاں بے شک دیا ہے۔ تو اس نے کہا' اچھا پھر لکڑیاں جمع کرو' پھر اس نے آگ منگوا کر لکڑیاں جلائیں' پھر حکم دیا کہ اس آگ میں کود پڑو۔ ایک نوجوان نے کہا' سنو! آگ سے بچنے کے لیے ہی تو ہم نے دامن رسول ﷺ میں پناہ لی ہے۔ تم جلدی نہ کرو جب تک حضور ﷺ سے ملاقات نہ ہو جائے' پھر اگر آپ بھی یہی فرمائیں تو بلا جھجک اس آگ میں کود پڑنا۔ چنانچہ یہ لوگ واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنا دیا۔ آپ نے فرمایا' اگر تم اس آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ آگ ہی میں جلتے رہتے ((اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ)) "اطاعت صرف معروف (یعنی نیک کام) میں ہے۔" [بخاری (۴۳۰۴) کتاب المغازی: باب سریة عبداللہ بن حذافة' مسلم (۱۸۴۰) کتاب الامارة: باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة] ایک دوسری حدیث میں فرمانِ نبوی ہے کہ "مسلمان شخص پر ضروری ہے کہ وہ (امیر کا حکم) سنے اور اس کی اطاعت کرے' خواہ وہ اس حکم کو پسند کرے یا ناپسند۔ جب تک اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اطاعت نہ کی جائے۔" [بخاری (۷۱۴۴) کتاب الأحکام: باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة' ابو داود (۲۶۲۶)]

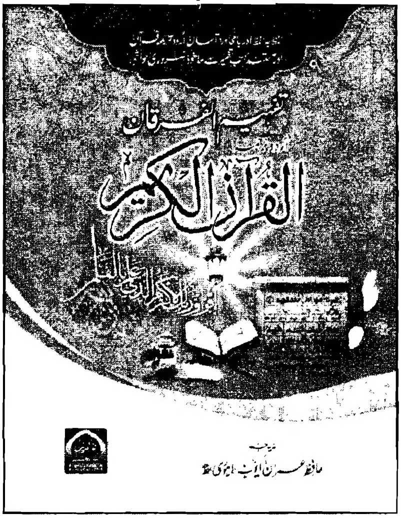
تفہیم الفرقان

اردو ترجمہ القرآن الکریم

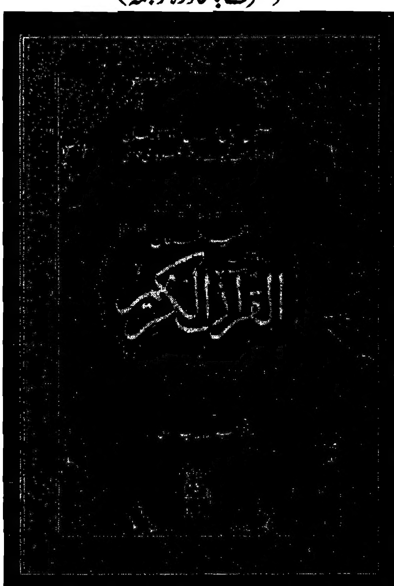
مترجم

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

(لفظ بہ لفظ اور بامحاورہ ترجمہ)



(صرف بامحاورہ ترجمہ)



اس جدید ترجمہ قرآن میں پہلے خانوں کی شکل میں ہر ہر لفظ کا الگ الگ ترجمہ اور پھر پوری عبارت کا رواں ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ نیز مختصر حواشی نے قرآنی مفہوم میں مزید وضاحت پیدا کر دی ہے۔ ان خصائص کے باعث بلاشبہ یہ ترجمہ قرآن منشائے ربانی کو سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن کر سامنے آیا ہے جس سے ایک عام اردو خواں قاری کے ساتھ ساتھ دینی مدارس اور ترجمہ قرآن کی کلاسز کے طلبا و اساتذہ بھی بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ اسے تمام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔ (آمین!)

نوٹ: یہ قرآن سنگل ترجمہ (یعنی صرف بامحاورہ ترجمہ) اور ڈبل ترجمہ (یعنی لفظی اور بامحاورہ ترجمہ) دونوں صورتوں میں مطبوع ہے۔

فقہ الحدیث پبلیکیشنز کی دیگر معیاری کتب



فقہ الحدیث کا معنی ہے ''حدیث کی سمجھ۔'' یہ کتاب امام شوکانی ؒ کی فقہی مسائل پر مبنی مختصر مگر جامع کتاب ''الدرر البہیہ'' کی واحد اردو شرح ہے اور دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلامی طرزِ زندگی سے متعلق تقریباً تمام مسائل باحوالہ مکمل تخریج اور علامہ البانی ؒ کی تحقیق کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔



یہ کتاب اُن پانچ اہم دینی مسائل (عشرہ ذوالحجہ، عیدین، قربانی، عقیقہ اور نومولود سے متعلقہ احکام) کا مجموعہ ہے جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس کتاب میں مذکورہ پانچوں مسائل کو کتاب وسنت اور صحیح احادیث کی روشنی میں مکمل تخریج وتحقیق کے ساتھ بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔



ضعیف حدیث کی تعریف، اقسام، وضع حدیث کے اسباب، ضعیف حدیث پر عمل کا حکم، ضعیف حدیث کی بنیاد پر دورِ حاضر میں مروّج بدعات اور دیگر مفید معلومات پر مشتمل مقدمہ اور 100 ایسی ضعیف احادیث جو معاشرے میں مشہور ہیں، مگر کم علم خطباء بڑی بے باکی سے انہیں بیان کرتے ہیں، کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔

سلسلہ فقہ الحدیث

اسلامی طرزِ زندگی سے متعلق جدید طرزِ تحقیق سے آراستہ کُتب

تالیف وتخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تحقیق وافادات:
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی



ناشر: فقہ الحدیث پبلیکیشنز
Mobile: 0300-4206199

ڈسٹری بیوٹر: نعمانی کتب خانہ
فون: 042-7321865, 0333-4229127